سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2015

جمعتہ المبارک، 4 ۔ ستمبر 2015

(یوم الجمع، 19۔ ذیقعد 1436ھ)

سولھویں اسمبلی: سولھواں اجلاس

جلد 16: شمارہ 8

573

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 4۔ ستمبر 2015

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

سالانہ رپورٹوں پر عام بحث

1۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سال 13-2012 کی سالانہ رپورٹوں پر عام بحث جاری رہے گی۔

2۔ ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی کی سال 12-2011 کی سالانہ رپورٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔

575

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا سولھواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 4۔ستمبر 2015

(یوم الجمع، 19۔ذیقعد 1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 35 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور احمد چشتی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

وَالشَّمۡسِ وَضُحٰهَا ۝۱ وَالۡقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۝۲ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ۝۳
وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰهَا ۝۴ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ۝۵ وَالۡاَرۡضِ وَمَا طَحٰهَا ۝۶
وَنَفۡسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ۝۷ فَاَلۡهَمَهَا فُجُوۡرَهَا وَتَقۡوٰهَا ۝۸ قَدۡ
اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰهَا ۝۹ وَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰهَا ۝۱۰

سورۃ الشّمس آیات 1 تا 10

سورج کی قسم اور اس کی روشنی کی (1) اور چاند کی جب اس کے پیچھے نکلے (2) اور دن کی جب اُسے چمکا دے (3) اور رات کی جب اُسے چھپا لے (4) اور آسمان کی اور اس ذات کی جس نے اسے بنایا (5) اور زمین کی اور اس کی جس نے اسے پھیلایا (6) اور انسان کی اور اس کی جس نے اس (کے اعضا) کو برابر کیا (7) پھر اس کو بدکاری (سے بچنے) اور پرہیزگاری کرنے کی سمجھ دی (8) کہ جس نے (اپنے) نفس (یعنی روح) کو پاک رکھا وہ مراد کو پہنچا (9) اور جس نے اسے خاک میں ملایا وہ خسارے میں رہا (10)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

سرور کہوں کہ مالک و مولا کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے
اللہ رے تیرے جسم منور کی تابشیں
اے جانِ جاں میں جانِ تجلا کہوں تجھے
تیرے تو وصف عیبِ تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ صحت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال مہر خالد محمود سرگانہ صاحب کا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مولانا غیاث الدین!

جناب سپیکر کی رولنگ کے باوجود وقفہ سوالات میں متعلقہ محکمہ کے سیکرٹری کا حاضر نہ ہونا

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! یہ chair کی ruling تھی کہ جس محکمہ کے سوالات ہوں گے اس محکمہ کا سیکرٹری یہاں پر موجود ہو۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ لابی کے اندر ابھی تک سیکرٹری صحت تشریف نہیں لائے۔ چند دن ہوئے سیکرٹری تعلیم یہاں پر موجود نہیں تھے۔ آج بہت اہم سوالات ہیں اس لئے سیکرٹری صحت کو یہاں پر ہونا چاہئے تھا لیکن وہ ابھی تک یہاں موجود نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب! سیکرٹری صحت یہاں کیوں موجود نہیں ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! اس وقت راولپنڈی میں ڈینگی کے حوالے سے جو sudden صورتحال بنی ہے۔ اس پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے نوٹس لیا ہے اور محکمہ صحت کے تمام ذمہ دار افسران جو ڈینگی سے related ہیں ان کو وہاں پہنچنے کی ہدایت کی ہے۔ چیف سیکرٹری خود بھی وہاں جا رہے ہیں اور سیکرٹری ہیلتھ کو کہا گیا ہے کہ وہ ایک ہفتہ راولپنڈی میں رہیں گے جب تک ڈینگی کی epidemic صورتحال کو کنٹرول نہیں کیا جاتا۔ ان کو ایک ایمرجنسی کی وجہ سے جانا پڑا ہے۔ ان کے علاوہ ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ موجود ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کب گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! انہیں کل صبح بھیجا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر وہ آج چلے جاتے تو کیا حرج ہوتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! راولپنڈی میں ڈینگی کے مریض بہت بڑھ گئے ہیں اور outbreak کا اندیشہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب! یہ کوئی جواز نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم پر گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اور خواجہ سلمان صاحب یہاں پر موجود ہیں۔ آپ ہمیشہ تیاری بھی کر کے آتے ہیں۔ اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے لیکن یہ کوئی ضروری بات نہیں ہے اور یہ کوئی excuse نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! بڑی معذرت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر چیف منسٹر صاحب لندن سے نہ آتے یا وہ direction نہ دیتے تو پھر کچھ بھی ہوتا رہتا سیکرٹری صاحب راولپنڈی نہ جاتے۔ ان کو خود پہلے احساس نہیں تھا۔ میں نے پانچ دن پہلے ٹی وی پر خبر پڑھی ہے کہ راولپنڈی میں 26 لوگوں میں ڈینگی کا وائرس پایا گیا ہے۔ انہیں آج ہی وزیر اعلیٰ کی direction پر جانا تھا اور اسمبلی کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! دو روز قبل ہمارے ایڈوائزر ہیلتھ کی سربراہی میں وہاں ڈینگی سے متعلق میٹنگ ہوئی تھی۔ اس میں کچھ فیصلے کئے گئے تھے جن کی روشنی میں وہ گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب! آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن اسمبلی کے فورم سے زیادہ کوئی چیز important نہیں ہے۔ اگر وہ ایک گھنٹہ یہاں پر رک جاتے، ان کو پتا تھا کہ آج ہیلتھ سے متعلق سوالات ہیں۔ میں ایک ruling دے چکا ہوں، میڈیا پر چلتا رہا ہے اور یہ سارا ایوان اس چیز پر agree ہے کہ سیکرٹری کو یہاں پر موجود ہونا چاہئے۔ وہ آج چلے جاتے۔ اگر پانچ دن پہلے نہیں گئے تو آج چلے جاتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! انہوں نے ماضی میں کبھی کوئی کوتاہی نہیں کی۔ آئندہ انشاء اللہ اس کو ensure کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔اس میں کوتاہی والی بات نہیں ہے۔اس میں بات سیدھی سی ہے۔ میرا کسی سیکرٹری کے ساتھ کوئی ذاتی عناد نہیں ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اس ایوان نے پوری sense دی تھی اور تمام ایم پی ایز کی خواہش ہے۔ میں ruling دے چکا ہوں کہ جس بھی ڈیپارٹمنٹ کا وقفہ سوالات ہو گا وہ سیکرٹری یہاں موجود ہو گا۔ میں نے پانچ دن پہلے ایک ٹی وی چینل پر پڑھا ہے کہ راولپنڈی میں 26 لوگوں میں ڈینگی وائرس پایا گیا ہے۔ان کو آج یاد آیا ہے کہ جس دن اسمبلی میں وقفہ سوالات تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب! آپ defend نہ کریں۔آپ بہت محنت کرتے ہیں اور آپ نے کافی معاملات بہتر بھی کئے ہیں لیکن محکمہ کی یہ چیز ناقابل برداشت ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! انشاء اللہ آئندہ اسے ensure کریں گے۔ میں معذرت خواہ ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب! نہیں، نہیں۔ آپ پھر اس chair اور ایوان کی توہین کر رہے ہیں۔اس سارے Question Hour کو pending کیا جاتا ہے۔ میں اس کو نہیں لے سکتا۔ سیکرٹری صحت کو آج ہی اس ایوان کی طرف سے displeasure convey کریں اور بتائیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ جناب قائم مقام سپیکر نے متعلقہ محکمہ کے سیکرٹری
کی عدم موجودگی کی بناء پر وقفہ سوالات مؤخر کر دیا)

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! Monday والے دن کے اجلاس میں یہاں شوگر کین کے متعلق معاملہ اٹھایا گیا اور آپ نے بڑی مہربانی فرمائی کہ شوگر کین کمشنر اور متعلقہ افسران کو اسمبلی میں بلوایا۔یہاں معزز پارلیمانی سیکرٹری خوراک نے بڑی سیر حاصل گفتگو کی اور جوابات دیئے۔انہیں آج بلوایا جائے کیونکہ ابھی تک کسی بات پر implement نہیں ہوا۔اس وقت تک عملی طور پر کوئی کام نظر نہیں آ رہا۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! پارلیمانی سیکرٹری صاحب آ جاتے ہیں تو اس کے بعد بات کر لیجئے گا۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب! مجھے اس چیز کا بڑا افسوس ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! میں بڑا شرمندہ ہوں اور میں معذرت کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے پہلے کہا تھا کہ شاید بیوروکریسی اس ایوان کو serious نہیں لے رہی۔ آپ یہاں پر اس وقت موجود ہیں لیکن ان کو بھی یہاں پر ہونا چاہئے تھا۔ انہیں کہیں کہ بیوروکریسی کو اس ایوان کو serious لینا پڑے گا۔ میں بار بار یہی کہہ رہا ہوں کہ ان کو serious لینا پڑے گا۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق جناب محمد صدیق خان کی ہے۔ صدیق خان صاحب! آپ اپنی تحریک استحقاق پڑھیں۔

تھانہ ٹیکسلا میں معزز ممبر کے خلاف جھوٹے مقدمہ کا اندراج

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 21۔ مئی 2015 کو ٹیکسلا میں ایک 16 سالہ نوجوان ملک طیب پر پولیس کی جانب سے بیہمانہ تشدد کیا گیا۔ میں مورخہ 21۔ مئی 2015 بوقت شام 5:00 بجے جی ٹی روڈ مارگلہ اپنے دفتر میں موجود تھا طاہر شاہ نامی شخص جو کہ بن بھولا کا رہائشی ہے اس نے بذریعہ موبائل فون بتایا کہ ملک طیب نامی ایک نوجوان کو چوکی تھانہ ٹیکسلا پولیس نے مدعیان کی موجودگی میں تشدد کا نشانہ بنایا جو کہ ایک معمولی لڑائی جھگڑے کے مقدمہ میں چوکی سٹی میں بند تھا اس تشدد سے وہ بے ہوش ہو گیا کیونکہ یہ سارا واقعہ میرے حلقہ پی پی۔7 میں ہوا تھا جب مجھے پتا چلا تو میں نے سب سے پہلے سابقہ کونسلر بلدیہ ٹیکسلا ملک رب نواز سے رابطہ کیا، رب نواز نے پولیس چوکی جا کر بتایا کہ ملک طیب نامی نوجوان کے لواحقین بھی وہاں پہنچ چکے ہیں مگر پولیس اندر نہیں جانے دیتی پھر میں نے اس سارے واقعہ کی اطلاع آر پی او راولپنڈی کو دی چونکہ میں اس علاقے کا ایم پی اے ہوں میں پولیس چوکی ٹیکسلا روانہ ہوا جب چوکی پہنچا تو طیب مذکورہ کے لواحقین نوحہ وکناں تھے کہ پولیس نے ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے۔ میری موجودگی

میں اے سی ٹیکسلا بھی آ گئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ طیب کو چیک کیا ہے وہ زندہ ہے اور اسے ہسپتال پہنچانا ہے۔ میں نے یہ سارا واقعہ طیب کے لواحقین کو بتایا کہ طیب زندہ ہے اور اسے ہسپتال پہنچے دیا جائے۔ میری موجودگی میں ڈی ایس پی اور ایس ایچ او ٹیکسلا وہاں آ گئے میں نے طیب کے ورثاء کو کہا کہ آپ اپنا تحریری مؤقف پیش کریں اس سارے واقعہ کے بعد میں تقریباً 9:30 بجے رات گھر چلا گیا۔ میرے جانے کے بعد چوکی ٹیکسلا میں میرے خلاف جھوٹا مقدمہ درج کر دیا گیا جس کی اطلاع مجھے مورخہ 22۔ مئی 2015 کو ہوئی اس مقدمہ میں میرا نام بھی درج کر دیا گیا ہے جبکہ چوکی ٹیکسلا میں کسی طرح کا ہنگامہ ہوا، کوئی توڑ پھوڑ ہوئی اور نہ ہی کسی کے ہاتھ میں ڈنڈا وغیرہ تھا اس سارے واقعہ کے دوران میڈیا وہاں پر موجود تھا۔ میں الیکٹرانک میڈیا کی فوٹیج بھی پیش کر سکتا ہوں اس طرح کے بہت سے جھوٹے مقدمے بعد میں بھی درج کئے گئے ہیں جس طرح مقدمہ نمبر 437 مورخہ 5۔ اگست 2015 بھی درج ہوا یہ سارا مقدمہ جھوٹ پر مبنی ہے۔ اس سارے واقعہ اور جھوٹے مقدمے کی وجہ سے میرا اور پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا میری اس تحریک استحقاق کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب ابھی آ جاتے ہیں تو جواب بھی منگوا لیتے ہیں لہٰذا اس تحریک استحقاق کو کچھ دیر کے لئے pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: گوندل صاحب! کون آ جاتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب ابھی آ جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: گوندل صاحب! میری انفارمیشن کے مطابق لاء منسٹر صاحب ادھر نہیں ہیں وہ اسلام آباد گئے ہوئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ٹھیک ہے، اس تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کر دیں تو پھر وہ دیکھ لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب محمد صدیق خان صاحب! اس تحریک استحقاق کو Monday تک کے لئے pending کر دیتے ہیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں اس ایوان کا ممبر ہوں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی کہہ رہے ہیں۔ میں انصاف مانگتا ہوں اور انصاف کے لئے استحقاق کمیٹی کے پاس یہ matter جائے گا تو استحقاق کمیٹی examine کرے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: صدیق خان صاحب! ٹھیک ہے اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیتے ہیں۔ گوندل صاحب! ایک ماہ کے اندر اس کی رپورٹ پیش کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں آپ کو appreciate کرتا ہوں کہ آپ نے جس انداز کے ساتھ بیوروکریٹس اور خاص طور پر secretaries کو پابند کرنے کے لئے جو رویہ اختیار کیا ہے ہم اس کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ اب وقت آگیا ہے کہ بیوروکریسی جس کے نزدیک اس اسمبلی کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور وہ دائیں بائیں کی میٹنگ میں رہتے ہیں اور اسمبلی کو routine work کے طور پر لیتے ہیں تو ہم آپ کی اس بات کو appreciate کرتے ہیں کہ کم از کم آپ کی آج کی ruling کے بعد ہمیں توقع ہے کہ آئندہ تمام جو متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کے سرکاری افسران ہیں وہ یہاں پر آنے کے پابند ہوا کریں گے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میں سیکرٹری اسمبلی کو یہ کہوں گا کہ آپ ایک کام کریں چونکہ ہیلتھ بہت important department ہے، بہت سے لوگوں کو اس سے concern بھی ہے اور بہت سے لوگوں نے اس پر بات بھی کرنی ہے کیونکہ کل سیشن نہیں ہے کل چھٹی ہے لہٰذا اس ایجنڈے کو review کریں۔ آپ Monday والے دن دوبارہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے سوالات رکھیں اور خواجہ صاحب! Monday والے دن ہیلتھ سیکرٹری یہاں پر موجود ہوں گے چاہے کچھ بھی ہو جائے، آپ یہاں پر جواب دیں گے اور آپ کے سیکرٹری صاحب بھی یہاں پر موجود ہوں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! صرف ایک مختصر سی request سن لیں۔ راولپنڈی میں واقعی بہت heavy out break کا اندیشہ ہے لہٰذا ہمیں مزید تین چار دن اور دے دیں۔ ہم سوالات کے جواب سے فرار اختیار نہیں کر رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ بتادیں کہ کس دن یہ سوالات رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! آپ اس کے لئے next week کے end پر کوئی دن رکھ لیں کیونکہ اگلے تین چار روز کو راولپنڈی میں اس کا سیشن ہونا ہے اور ڈینگی کے لئے خواجہ سلمان رفیق صاحب اور ہم سب بھی جا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب! میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ آپ اس حوالے سے بہت محنت کرتے ہیں لیکن مجھے افسوس اس چیز کا ہے کہ جب سیکرٹری صاحب کو یہ پتا تھا کہ آج اسمبلی میں بھی اسی حوالے سے بات ہونی ہے تو شاید آپ کو یا سیکرٹری صاحب کو اس حوالے سے کوئی اچھا مشورہ مل جاتا۔ میں نے ایک ہفتہ پہلے ٹی وی پر یہ خبر پڑھی ہے کہ 26 لوگوں میں ڈینگی وائرس پایا گیا ہے تو کیا سی ایم صاحب لندن سے واپس آکر یہ direction نہ دیتے تو سیکرٹری صاحب یہاں لاہور میں ہی بیٹھے رہتے کیا ان کو وہاں جانے کا خود احساس نہیں تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! ابھی دو روز قبل راولپنڈی میں ہی میٹنگ کی گئی ہے اور تمام لوگوں کو ذمہ داریاں depute کی گئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کیا ہیلتھ سیکرٹری بھی وہاں دو روز قبل میٹنگ میں گئے تھے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! جی، دو روز قبل خواجہ سلمان رفیق کی سربراہی میں میٹنگ ہوئی تھی وہاں سیکرٹری ہیلتھ بھی موجود تھے اور تمام ہیلتھ کا عملہ بھی وہاں پر موجود تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہ خبر تو میں نے پانچ دن پہلے پڑھی ہے اور میٹنگ پرسوں ہوئی ہے بہرحال میٹنگ آپ پاکستان کے کسی بھی کونے میں کریں اسمبلی سے زیادہ اہم کوئی چیز نہیں ہے اور یہ بات آئندہ یاد رکھئے گا۔ سیکرٹری اسمبلی آپ خواجہ صاحب سے مشاورت کرلیں۔ اگر یہ Monday کا نہیں کہتے تو اگلے ہفتے میں منگل یا بدھ والے دن ان کا Question Hour رکھ لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر
ڈویلپمنٹ فنڈز کے حوالے سے تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ تحریک استحقاق ہے آپ کے حکم کے مطابق اس کو ایک دن کے لئے pending کیا گیا تھا اور آپ مجھے اجازت فرمادیں تاکہ میں یہ تحریک استحقاق پیش کر سکوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اس پر گزارش یہ ہے کہ میں نے اس تحریک استحقاق کو examine کیا ہے یہ فنڈز کے حوالے سے ہے۔ اس book میں کہیں پر بھی نہیں لکھا ہوا کہ فنڈز کے حوالے سے کہیں پر کسی بھی ممبر کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ آپ نے اس میں لکھا ہے کہ فنڈز دیئے جائیں گے، خرچ کئے جائیں گے اور وہاں پر سکیمیں دی جائیں گی۔ میں نے اس کو examine کیا ہے یہ کسی بھی صورت میں rules کے مطابق تحریک استحقاق بنتی ہے اور نہ ہی اس میں کہیں آپ کا privilege breach ہوتا ہے۔ میں یہاں پر موجود ہوں آپ کے privilege کا تحفظ کرنا میری ذمہ داری ہے لیکن فنڈز کے حوالے سے کہیں پر بھی آپ کا privilege breach نہیں ہوتا اور کہیں پر بھی آپ نے یہ نہیں لکھا کہ فنڈز خرچ کئے گئے ہیں اور آپ نے یہ لکھا ہے کہ فنڈ دیئے جائیں گے، خرچ کئے جائیں گے۔ آپ rule(68) دیکھ لیں۔ میں نے اس کو معذرت کے ساتھ disallow کر دیا ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! discrimination کی بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: صدیق خان صاحب! discrimination آپ کے استحقاق میں نہیں آتا اور آپ کے privileges کا تحفظ کرنا میری ذمہ داری ہے۔ آپ rule(68) دیکھ لیں۔ میں نے اس کو disallow کر دیا ہے اس لئے مہربانی کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! Same nature کی ایک تحریک استحقاق جناب سپیکر نے accept کی اور وہ Privileges Committee میں گئی ان دنوں ہم احتجاج پر تھے اور اس دوران ہم نے resignations دیئے ہوئے تھے اور وہ drop ہو گئی۔ آپ یہ ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں کہ same nature کی تحریک استحقاق کیا پہلے accept ہوئی تھی اور وزیر قانون نے اس کو

oppose نہیں کیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ ٹھیک ہے آپ اس کو Privileges Committees کے سپرد کر دیں۔ آپ ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ breach of privilege کیا ہے؟ breach of privilege یہ نہیں ہوتا کہ کسی ایم پی اے کے کھنے سیک دیئے جائیں اس کو مارا پیٹا جائے۔ سیکرٹری یا کوئی سرکاری عملہ اس کے ساتھ کوئی misbehave کرے تو صرف وہی breach of privilege ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارا breach of privilege ہے کہ آپ 7۔ ارب روپے میں 7 کروڑ روپے نہیں کہہ رہا 7۔ ارب روپے سے زائد رقم آپ نے پورے پنجاب میں تقسیم کر دی یہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے اس کا نوٹیفکیشن ہے۔ جس میں 36 اضلاع کے اندر یہ 50/50 کروڑ، 25/25 کروڑ روپے دے دیئے گئے اور وہاں پر جو elected لوگ ہیں، مجھے کہا گیا کہ سارے ایم پی ایز اور ایم این ایز کو بلا کر آپ ان سے سکیمیں لیں، اب یا تو وہ سارے ایم پی ایز میں ہمیں ایم پی اے شمار نہیں کرتے۔ اگر تو ہمارا نوٹیفکیشن الیکشن کمیشن نے نہیں کیا اگر ہم نے as a member of the Provincial Assembly oath نہیں لیا پھر تو جناب بات ٹھیک ہے اگر ہم بھی ایم پی اے ہیں اور ہمارے علاقے کے لوگوں نے ہمیں مینڈیٹ دیا ہے تو یہ اس مینڈیٹ کی توہین ہے۔ یہ ہمارا breach of privilege ہے۔ میں اس بات کو چیلنج کرتا ہوں آپ جس مرضی angle سے دیکھ لیں کہ یہ ہماری تحریک استحقاق بالکل rules کے مطابق ہے کہ آپ ہم سے جو شکست خوردہ لوگ ہیں ان کو ڈی سی او بلا کر کروڑوں روپے دے اور ان سے سکیمیں لے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ آئندہ بلدیاتی انتخابات کو خریدنے کے لئے یہ اربوں روپے جاری کئے گئے ہیں یا تو تمام ایم پی ایز کو بلا لیں اور ڈی سی او District Committees میں بٹھا کر کہیں کہ جی آپ اپنے اپنے علاقے کی سکیمیں دیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے مگر آپ discrimination کریں، اگر elected لوگ let down ہوں اور ان کے مینڈیٹ کی توہین ہو تو توہین ہونا، ان کو let down کرنا اور ان کو elected member کے طور پر treat نہ کرنا ہی ان کا breach of privilege ہے تو میری آپ سے گزارش یہ ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میری آپ گزارش سنیں۔ آپ کی میں نے، اس ایوان نے اور تمام لوگوں نے پوری بات سنی ہے جو بات آپ کہنا چاہتے تھے میں نے آپ کو پورا موقع دیا ہے لیکن rules کے مطابق یہ آپ کا استحقاق نہیں بنتا۔ آپ rule(68) اور (70) دیکھ لیں کیونکہ میں نے اس کو disallow کر دیا ہے لہٰذا آپ مہربانی کریں میرے ساتھ اس بات پر agree کریں۔ بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم پھر اس بات پر احتجاج کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! نہیں، میں نے آپ کی پوری بات سنی ہے۔

The question shall relate to a privilege granted by the Constitution. The law or the rules are made under that.

استحقاق کمیٹی کے چیئرمین یہاں پر موجود ہیں ان کی بات سن لیں۔ جی، چودھری صاحب! آپ ذرا بتائیں۔ باؤ جی! آپ ذرا تشریف رکھیں۔ چودھری صاحب کی بات سنیں وہ یہاں پر موجود ہیں۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! میں بڑے ادب سے قائد حزب اختلاف سے گزارش کروں گا کہ جو انہوں نے باتیں کی ہیں وہ سب درست ہیں۔ یہ تحریک استحقاق ہمارے پاس آئی تھی۔ ہماری پوری کمیٹی نے انہیں بارہا تکلیف دی کہ آپ آئیں اور اپنی تحریک استحقاق کو contest کریں لیکن ان میں سے کوئی بھی نہیں آیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! ان کی وہ تحریک استحقاق DDC کے حوالے سے تھی۔ سپریم کورٹ کی direction ہے کہ کوئی بھی فنڈ کسی ایم پی اے یا ایم این اے کو نہیں دیا جائے گا بلکہ وہ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن کمیٹی، DCOs یا متعلقہ ڈیپارٹمنٹ ہی خرچ کریں گے۔ کسی بھی ایم پی اے یا ایم این اے کو کوئی فنڈ نہیں دیا جائے گا اور یہ سپریم کورٹ کی direction ہے۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! آپ میری پوری بات سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ انہوں نے اس کو contest ہی نہیں کیا اور تشریف ہی نہیں لائے جس کی وجہ سے ہم نے اس کو dispose of کر دیا۔ آپ نے جیسے Ruling دی ہے آپ نے بالکل Rules کے مطابق دی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اسے میں پڑھ دیتا ہوں۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر اس طرح سے ان کا کوئی استحقاق نہیں بنتا اور آپ نے صحیح Ruling دی ہے۔

MR ACTING SPEAKER: The question shall relate to a privilege granted by the Constitution, the law or the rules made under any law.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میرا اس میں صرف ایک point ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! یہ rules کے مطابق نہیں ہے۔ آپ ایک منٹ میری بات سن لیں اس کے بعد آپ بات کرتے رہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! چودھری اقبال صاحب نے کہا ہے کہ یہ تحریک استحقاق ہمارے پاس آئی تھی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ میری ایک بات سن لیں۔ آپ نے کہا ہے کہ حکومتِ پنجاب نے 7 بلین 425 ملین کی رقم بطور ضمنی گرانٹ 16-2015 جاری کرنے کے احکامات جاری کئے ہیں جو کہ پنجاب کے 35 اضلاع میں ضلعی ترقیاتی پروگرام کی سکیموں پر خرچ کئے جائیں گے۔ لفظ "گے" کا مطلب ہے کہ کہیں خرچ نہیں ہوئے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کو powers ہیں کہ وہ ضمنی گرانٹ rules کے مطابق جاری کر سکتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ اب خرچ ہو رہے ہیں اور میں آپ کو ویڈیو اور ہر چیز فراہم کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میں نے آپ کی پوری بات سنی ہے۔ میرے لئے آپ قابل احترام ہیں اور اس ایوان کے قائد حزب اختلاف ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! چیئرمین استحقاق کمیٹی نے کہا ہے کہ یہ تحریک استحقاق accept ہو کر آئی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ میری ایک بات سنیں۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اُس وقت کسی نے contest ہی نہیں کیا تھا اور ان کی تحریک استحقاق کو احتراماً آگے سے روکا ہی نہیں تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! مجھے اس تحریک استحقاق کا نہیں پتا۔ A member may, with the consent of the Speaker. جہاں پر آپ کا استحقاق مجروح ہو گا میں آپ سے commit کرتا ہوں کہ میں اس کا تحفظ کروں گا لیکن یہاں پر کہیں پر بھی فنڈز کے حوالے سے آپ کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا لہٰذا آپ مہربانی کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! مجھے آپ ایک منٹ کے لئے اجازت دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے بات کی اور انتہائی قابل احترام چودھری اقبال صاحب نے بھی اس کی روشنی میں بات کی ہے۔ جب تحریک استحقاق کمیٹی کو refer ہوئی تب اُن دنوں ہم احتجاج پر تھے اور اسمبلی کے اندر نہیں آ رہے تھے۔ ہمارا نقطہ نظر اور اعتراض کیا ہے؟ آپ کے اکاؤنٹ میں پیسے بطور ایم پی اے جانے ہیں، بطور سپیکر، بطور منسٹر یا بطور پارلیمانی سیکرٹری کے اکاؤنٹ میں پیسے جانے ہیں اور نہ ہی اپوزیشن کا ممبر ہونے کے ناتے ہمارے اکاؤنٹ میں آنے ہیں۔ ہمیں DDC کی کمیٹی میں دو تین دفعہ غلطی سے فون کر کے بلایا گیا جہاں میاں صاحب بھی تھے، میں بھی تھا، ڈاکٹر صاحب اور دوسرے ممبران بھی تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: غلطی سے فون تو نہیں ملتا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ عرض سن لیں اور میں آپ کو explain کر دیتا ہوں۔ میں ڈی سی او کے دفتر گیا تو وہاں موجودہ نہیں بلکہ سابقہ ڈی سی او صاحب تھے۔ ہم چلے گئے اور کہا کہ دیکھ لو یار! تسیں سوچ سمجھ کے فون کیتا اے ناں کیونکہ اسیں اپوزیشن دے آں۔ وہ ہمیں ایک کمرے میں لے گئے اور سٹاف آفیسر کے کمرے میں بٹھا کر کہا کہ میاں صاحب بس اس طرح غلطی سے ہو گیا ہے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے اور ہم واپس آ گئے۔ اگلی دفعہ پھر فون آگیا تو میں نے کہا کہ یار! پہلے ڈی سی او صاحب کولوں پُچھ لے جیہڑے تہاڈے چیئرمین نیں، فیر اوس طرح ای ہونا اے۔ پھر اس کے بعد فون نہیں آیا۔ میں عرض یہ کرنا چاہ رہا ہوں کہ ہم اپنے حلقے کے نمائندے ہیں اور آج حکومتی بنچوں پر جو دوست بیٹھے ہوئے ہیں وہ 2002 میں اِدھر اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ یہی بات وہ کیا کرتے تھے جو ہم کر رہے ہیں۔ میں بڑے وثوق سے اور ریکارڈ پر یہ بات کر رہا ہوں کہ ان دوستوں کو accommodate کیا جاتا تھا۔ میرے حلقے کے اندر ابھی جو موجودہ ایم این اے تھے میرے زمانے میں جب وہ اپوزیشن میں تھے تو اُن کی ابھی بھی پھٹیاں لگی ہوئی ہیں۔ اُن کو فنڈز ملتے تھے تو ہم honour کرتے تھے کہ حلقے میں فنڈز اور سکیمیں آ رہی ہیں۔ ہمیں فنڈز نہیں چاہئیں۔ ہم روزانہ کی بنیاد پر اپنے حلقے میں لوگوں کے پاس جاتے ہیں تو ہمیں کوئی گلی محلہ نظر آتا ہے، سڑک دکھائی دیتی ہے، کوئی سیوریج سکیم، پانی کی سکیم یا کوئی سکول کے حوالے سے کام ہوتا ہے تو ہم ان سکیموں کے حوالے سے آپ سے صرف یہ کہتے ہیں کہ یہ سکیمیں

لے لیں،ان سکیموں کو منظور کرلیں،اس پر پھٹی میاں صاحب یاجس کی مرضی لگائیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن priorities ہم سے کروالیں کیونکہ ہم وہاں کے نمائندے ہیں۔کیا میں یہ ناجائز بات کر رہا ہوں؟اگر ہماری بات جائز ہے تو پھر ہمارا استحقاق بنتا ہے جو میاں صاحب نے بات کی ہے۔اگر ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ پھٹی بھی ہماری لگے اور وزیر اعلیٰ صاحب کا نام بھی نہ ہو تو پھر آپ کہیں کہ آپ کا استحقاق نہیں بنتا جبکہ ہم تو یہ بات ہی نہیں کر رہے اور ایک اصول کی بات کر رہے ہیں۔ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم سے سکیمیں لے لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!کیا میں ایک گزارش کروں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!وہ پھٹیاں آپ کی ہوں اور جس طرح قبر پر ایک بندے کی ہی پھٹی لگنی ہے اس طرح کی ہی پھٹیاں لگوادیں۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!آپ میری ایک بات سنیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میرے حلقے میں 2005-06 میں اُس وقت کے وزیر اعلیٰ نے آکر ایک ہسپتال کی opening کی جو اب جاکر کہیں مکمل ہو رہا ہے۔وہ 27 کروڑ روپے کا پراجیکٹ تھا۔ چالیس بیڈ پر مشتمل ہسپتال پچیس بیڈ پر چلا گیا جس کی قیمت بھی ایک ارب روپے کے قریب چلی گئی۔ یہاں oath لینے کے بعد جب پہلا بجٹ اجلاس آیا تو میں نے اسمبلی کے floor پر کہا کہ مجھے پتا ہے کہ یہ ہسپتال کیوں نہیں بن رہا؟میں وہاں پر جاتا ہوں اور پھٹی اتارتا ہوں لیکن آپ میرے حلقے میں ہسپتال بنادو تاکہ میرے حلقے کے لوگ مستفید ہو جائیں۔مجھے اُس وقت کے چیف منسٹر نے کہا کہ اپنے بزرگوں کے نام پر ہسپتال بنوالو تو میں نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ یہ سروسز ہسپتال سمن آباد بنے گا بلکہ مجھے ٹیچنگ ہسپتال بناکر دینا ہے ایویں شیویں کا ہسپتال بناکر نہیں دینا۔اگر ہمیں ذاتی تشہیر چاہئے تو میں ایک عرض کرتا ہوں کہ پورے پنجاب میں اپنے حلقے میں میرے سے زیادہ 2002 سے لے کر 2007 تک کوئی مائی کا لعل کام نہیں کرواسکا۔میں اپنے حلقے میں ایک ایک گلی،ایک ایک محلہ،ایک ایک سکول،کالج، ہسپتال اور پانی کی سکیموں سے لے کر ہر چیز بناکر آیا تھا۔ہمیں اتنی گنجائش تو دیں کہ یہ منتخب ایم پی اے ہیں۔اگر آپ ہماری بات نہیں مانیں گے تو کوئی مسئلہ نہیں،پھر کیا ہوا؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!میں آپ کی ہر بات مانتا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: اگر میاں صاحب استحقاق کمیٹی کا کہہ رہے ہیں تو وہاں جاکر بحث کرلیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ میری ایک بات سن لیں۔ میں نے آپ کی پوری بات سنی جو بھی بات کی، میاں محمود الرشید صاحب نے بات کی، صدیق خان صاحب نے بھی فنڈز کے حوالے سے بات کی اور بھچر صاحب بات کرنا چاہتے ہیں تو اِن کی بھی بات سنتا ہوں۔ میں نے سب ممبران کی بات تحمل سے سنی، آپ کی تجاویز نذر گوندل صاحب اور جو منسٹر صاحبان یہاں پر موجود ہیں وہ بھی سن رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ جہاں پر آپ کا privilege breach ہوگا تو rules کے مطابق میری آپ کے ساتھ commitment ہے چاہے حکومت ہو یا اپوزیشن ہو آپ کے استحقاق کا تحفظ کرنا میرے لئے سب سے زیادہ important ہے۔ آپ بے شک rules پڑھ لیں کہ جہاں پر کہیں فنڈز خرچ ہوں گے یا کئے جائیں گے تو اس حوالے سے آپ کی تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ آپ آج سارے اس پر بات کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! مجھے آپ ایک لمحہ کے لئے بولنے دیجئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ بات کریں بلکہ سب بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! کیا یہ اِن کا استحقاق ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب! تشریف رکھیں۔ میاں صاحب! آپ بات کریں، سبطین خان صاحب، احمد خان بھچر صاحب یا ڈاکٹر صاحب بھی بات کریں۔ میں سب کی بات سنوں گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں فنڈز کی بات نہیں کرتا لیکن آپ میری بات تو سنیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں سب کی یہاں بات سنوں گا لیکن rules کے مطابق یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی اس کے لئے آپ مجھے مجبور نہ کریں۔ آپ آج دو گھنٹے بھی اس پر بات کریں تو میں یہاں پر بات سنتا رہوں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (خواجہ عمران نذیر): جناب سپیکر! آپ یہ ruling دے چکے ہیں اس لئے بحث بالکل نہیں بنتی۔ آپ نے کہا ہے کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! گزارش ہے کہ میں فنڈز کی بات نہیں کر رہا بلکہ دوسری بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بات میں آپ کو بتادوں کہ فنڈز کسی بھی ایم پی اے یا ایم این اے کو سپریم کورٹ کے decision پر نہیں دیئے جارہے اور یہ بات confirm ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں فنڈز کی بات نہیں کر رہا۔ اگر ڈی سی او ہمیں بلاتے ہیں اور بلاکر ہمیں ایک الگ کمرے میں بٹھاتے ہیں، چائے پلاتے ہیں اور میٹنگ میں اُن کی طرف سے official intimation بھی ہوتی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میری بات سنیں۔ بیوروکریٹس چاہے وہ سیکرٹری ہو، ڈی آئی جی ہو، آئی جی ہو، ڈی سی او ہو یا چاہے کوئی بھی افسر ہو، آپ پبلک کے منتخب نمائندے ہیں چاہے حکومت کے ہیں یا اپوزیشن کے ہیں، آپ ان کے پاس جائیں اور آپ کا احترام کرنا ان پر فرض بنتا ہے۔ آپ کا کیا کوئی عام شہری بھی کوئی important مسئلہ لے کر یا کوئی تجویز لے کر ان کے پاس جائے تو یہ ان بیوروکریٹس کا حق بنتا ہے کہ وہ سنیں اور وہ اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میری ایک لمحے کی بات آپ سن لیں۔ میں آپ سے گزارش یہ کر رہا ہوں اگر ڈی سی او سارے ایم پی ایز کو بلاتے ہیں اور ہمیں بھی بلاتے ہیں تو ہمیں ایک الگ کمرے میں بٹھا کر چائے پلا کر فارغ کر دیا جاتا ہے جبکہ باقی ایم پی ایز کو کہا جاتا ہے کہ آپ کے علاقے کے جو مسائل ہیں وہ ہمیں لکھ کر دے دیں اور priority بھی دے دیں۔ جو لوگ ہم سے الیکشن ہارے ہوئے ہیں یعنی جو مسلم لیگ (ن) کے امیدوار تھے، ان کو بلا کر ہمارے سامنے ان سے سکیمیں لی جاتی ہیں یا تو ہمیں declare کر دیں کہ ہم ایسٹ پنجاب کے ممبر ہیں ہم اس پاکستانی پنجاب کے ممبر نہیں ہیں بلکہ ایسٹ پنجاب سے ہمارا تعلق ہے، اگر ہم یہاں کے ممبر ہیں تو یہ صریحاً ہمارا استحقاق مجروح کرنے والی بات ہے۔ یہ ہمارے mandate کی توہین ہے اور میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ اگر یہ غلط تھا تو پہلے یہ تحریک استحقاق accept نہیں ہونی چاہئے تھی۔ اگر وہ تحریک استحقاق accept ہوئی ہے تو ہمارا یہ breach of privilege ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن کمیٹیوں کے حوالے سے تھی۔ DCC کی تھی اور سپریم کورٹ کی ڈائریکشن اور فیصلے کے بعد میرے خیال میں اس کی کوئی اہمیت نہیں بنتی اور وہ dispose of ہو چکی ہے آپ rule 70 پڑھ لیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! ایک منٹ میں بات کر لوں۔ میاں محمود الرشید صاحب! جناب محمد صدیق خان یہاں پر موجود ہیں جو کل میرے پاس تحریک استحقاق لے کر آئے اور میں نے اسے پڑھا۔ کل میں نے انہیں کہا تھا کہ آج آپ ایوان میں تحریک استحقاق لے کر آئیں گے۔ آپ کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور میری آپ کے ساتھ commitment ہے کہ کسی بھی بیوروکریٹ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی منتخب نمائندے even کسی بھی عام شہری کے ساتھ کوئی زیادتی کرے اور آج میں نے تحریک استحقاق out of turn ایجنڈے پر لا کر، کوئی چاہتے تھے کہ یہاں پر لاء منسٹر صاحب کی consent لی جائے لیکن نہیں چونکہ ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اس لئے میں نے آپ کی خواہش کے مطابق استحقاق کمیٹی کو بھیج دی ہے۔ Rules کے مطابق جہاں پر کسی بھی منتخب ممبر کا استحقاق مجروح ہو گا، میری آپ کے ساتھ commitment ہے کہ انشاء اللہ وہ کمیٹی کو بھی جائے گی اور وہاں پر ہونے والے فیصلے پر عملدرآمد بھی کروایا جائے گا۔ یہ نہیں بنتی تو آپ کم از کم یہ تاثر نہیں دے سکتے کہ میں ادھر یا اُدھر کوئی فرق کرتا ہوں۔ Rules کے مطابق مجھے یہ ایوان چلانا ہے اور مہربانی کر کے مجھے چلانے دیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! DCC میں کم از کم ہمیں بلایا تو جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب کو آج اچانک اسلام آباد جانا پڑا ہے۔ وہ سوموار کے دن یہاں پر موجود ہوں گے تو آپ یہ بات کریں گے۔ مجھے یاد ہے کہ جب پہلی میٹنگ ہوئی تھی تو اس وقت میں بھی موجود تھا، سردار شہاب الدین خان، سردار وقاص حسن موکل، جناب احمد شاہ کھگہ، ڈاکٹر سید وسیم اختر بھی موجود تھے۔ انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ ہم نے وزیراعلیٰ سے ملنا ہے اور ہم نے اپنے تحفظات کا اظہار کرنا ہے۔ میں اس میٹنگ میں موجود تھا اور کمیٹی روم میں یہ میٹنگ ہوئی تھی اور سردار شہاب الدین خان آپ اس میں موجود تھے۔ جہاں تک وزیراعلیٰ نے پوچھا کہ میاں محمود الرشید یا ان کے نمائندے کیوں نہیں آئے؟ یہ ان کے الفاظ مجھے یاد ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہم نے انہیں اطلاع کی تھی لیکن وہ نہیں آئے۔ آپ نے اپنے جو بھی مسائل تھے، ان کے سامنے بیان کئے تھے اور انہوں نے commitment کی تھی کہ آپ کے یہ معاملات solve کئے جائیں گے۔ انہوں نے لاء منسٹر کے ذمے لگایا تھا، وہ آ جائیں گے تو آپ کو اس کا جواب دینے کے پابند ہوں گے۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

چوہدری محمد اقبال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں بڑی دیر سے کھڑا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پھر زعیم قادری صاحب اور چودھری صاحب! آپ تشریف رکھیں، جی، سردار صاحب فرمائیں!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا تھا لیکن آپ نے خود ہی بتا دیا۔ میں میاں محمود الرشید اور میاں محمد اسلم اقبال کی بات کو second کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ ہمیں فنڈز نہیں چاہئیں۔ آپ نے تو پہلے فنڈز والی تحریک استحقاق کو kill کر دیا ہے۔ آپ مہربانی کر کے جو استحقاق کمیٹی کو allow ہوئی تھی، وہ نکال لیں اور دوسری بات یہ کہ میں آج on the floor of the House یہ چیلنج کر کے بتا رہا ہوں کہ kindly ذرا ضلع لیہ میں مجھ سے ہارے ہوئے امیدوار عبدالشکور سوا جس کو اڑھائی کروڑ روپے ریلیز کیا گیا ہے اور اس نے کیا کیا ہے؟ کرپشن کی انتہا کہ تمام پیسے culvert پُلیوں میں دے دیئے ہیں۔ خدارا ہمیں فنڈز نہیں چاہئیں اور ہمارا اتنا استحقاق مجروح نہ کیا جائے۔ آپ نے ابھی بات کی کہ [**************]

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! یہ نہ کریں۔ رانا ثناء اللہ خان ادھر سوموار کے دن آ جائیں گے اور وہ اس بات کا جواب دیں گے۔ آپ ان کی عدم موجودگی میں ایسی بات نہ کریں۔ جب وہ آ جائیں گے تو اس کا جواب دیں گے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پھر میں واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ سردار صاحب! میں نے آپ کی تمام باتوں کو سنا ہے۔ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔

(اس مرحلہ پر سردار شہاب الدین خان ایوان سے واک آؤٹ کر گئے
جبکہ پی ٹی آئی کے معزز ممبران بھی ان کے ساتھ ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

میاں صاحب! میں نے آپ کی بات تسلی کے ساتھ سُنی ہے۔ آپ اب واک آؤٹ کر کے کیوں جا رہے ہیں جبکہ میں نے سب کو موقع دیا ہے؟ میاں صاحب! میں نے سب کو موقع دیا ہے اور rules کے مطابق مجھے اس ایوان کو چلانا ہے۔ صدیق خان صاحب کی تحریک استحقاق بنتی تھی جسے میں نے out of turn accept بھی کیا اور اسے کمیٹی کو بھی بھجوا دیا اب آپ ایسے نہ کریں۔ جی، زعیم قادری صاحب!

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! جو گفتگو کی گئی ہے، بالکل بہت معزز ہیں۔ ہمارے لئے تمام اپوزیشن کے ممبران چاہے وہ پی ٹی آئی، پیپلز پارٹی یا (ق) لیگ کے ہوں۔ عرض یہ ہے کہ پالیسی بیان پی ٹی آئی قیادت کا on record موجود ہے کہ ہم خیبر پختونخوا میں کسی کو فنڈز دیں گے اور نہ فنڈز مانگیں گے۔ میاں محمودالرشید صرف یہ کہہ دیں کہ ہمیں وہ فنڈز ضروری چاہئیں تو میں خود جاکر وزیراعلیٰ سے بات کروں گا کہ جناب عمران خان کی پالیسی کے خلاف یہ چاہتے ہیں کہ انہیں بھی اسی طرح فنڈز دیئے جائیں جس طرح باقی ممبران کو دیئے جاتے ہیں۔ میری یہ simple سی گزارش ہے۔ ایک طرف توان کا لیڈر categorically یہ بیان دیتا ہے کہ یہ فنڈ لینا اور دینا قانون کے خلاف ہے اور کسی کو نہیں پوچھا جانا چاہئے، ڈویلپمنٹ کے لئے دوسرا نظام وضع کیا جائے۔ بلدیاتی الیکشن خیبر پختونخوا میں ہو چکا ہے تو مجھے بتادیں کہ وہاں پر کیا ایم پی ایز، ایم این ایز اور سینیٹرز جو ان کے علاقے کے ہیں، کو اب نہیں پوچھا جاتا؟

جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ جب آپ کی پالیسی نہیں ہے اور جب آپ اس issue پر convince ہیں کہ یہ عمل غلط ہے، غیر جمہوری و غیر قانونی اور غیر آئینی ہے تو پھر پنجاب میں کیا یہ قانون تبدیل ہو جاتا ہے؟ جواب ہے نہیں۔ میاں محمودالرشید صرف کھڑے ہو کر اس کی نفی کر دیں تو میں خود حاضر ہوں میں وزیراعلیٰ سے کہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: زعیم قادری صاحب! میرا یہ issue ہی نہیں ہے۔ میرا یہ مسئلہ ہی نہیں ہے کہ فنڈز کس کو دیئے ہیں اور کس کو نہیں دیئے۔ مجھے اس ایوان کو اس کتاب کے مطابق چلانا ہے۔ اگر اس ایوان کے منتخب نمائندوں کا کہیں پر بھی استحقاق مجروح ہو گا تو اس کا تحفظ کرنا میرا فرض ہے۔ یہ فنڈز نہیں دیئے گئے اور یہ کہیں پر بھی constitution میں نہیں لکھا ہوا کہ اس سے کسی ممبر کا استحقاق مجروح ہوتا ہے اور اس میں clear cut لکھا ہوا ہے تو میں اس کو accept نہیں کر سکتا۔ میں نے ان کی بات سُنی ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنی بات کر کے واک آؤٹ تو نہیں کریں گے؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! نہیں۔ میں ایک منٹ میں بات کر لوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں! چودھری صاحب! ان کے بعد آپ کی باری ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ آپ جو استحقاق کی بات کر رہے تھے کہ ہر کسی کا perspective آپ نے سنا تو میں جو on record لانا چاہتا ہوں کہ ضلع قصور کے اندر ADLG قصور نے اخبار میں، یہ exact ایسے ہی ہے جی، ADLG قصور کی طرف سے اخبار میں ایک اشتہار آیا جس کا ٹائٹل تھا کہ ترقیاتی سکیمیں اور اس کے اندر لکھا ہوا تھا ٹائٹل کی بات کر رہا ہوں جو کہ آپ کو دکھا بھی سکتا ہوں کیونکہ استحقاق کی بات ہو رہی ہے اور میں استحقاق کی بات ہی کروں گا، ایم پی اے package پی پی۔180 یہ اخبار کے اشتہار کا ٹائٹل تھا، پی پی۔181 اور پی پی۔182 اور اس کے اندر سارے حلقے تھے۔ پی پی۔180 کا ایم پی اے میں ہوں، ایم پی اے package پی پی۔180 کا مطلب ہے کہ وہ بات میرے اوپر آ رہی ہے اور نیچے اڑھائی کروڑ روپے کی سکیمیں دی ہوئی ہیں۔ جب میں ADLG صاحب کے پاس گیا اور ان سے میں نے پوچھا کہ یہ سکیمیں کہاں سے آئی ہیں تو انہوں نے کہا کہ جو سابقہ ایم پی اے ہیں ان کی طرف سے یہ سکیمیں آئی ہیں اور ان کے letter head پر جو فائل میں ساتھ لگا ہوا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! سپریم کورٹ کی یہ ڈائریکشن ہے، سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ ہے۔ اگر کوئی ایسی بات ہے تو آپ اس کو کورٹ میں چیلنج کریں۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! آپ کیا بات کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ایم پی اے package کا اخبار میں اشتہار آیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سپریم کورٹ کے فیصلہ کے مطابق کوئی ایم پی اے package نہیں ہے۔ آپ اُس کو کورٹ میں challenge کریں۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ اس ایوان کو عین رولز کے مطابق چلا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! مہربانی۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! آپ کی رولنگ نہایت ہی رولز کے مطابق تھی اور دوسری بات میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اتفاق سے ہماری کمیٹی کے فاضل ممبر جن کا تعلق اپوزیشن سے ہے

وہ بیٹھے ہوئے ہیں جب بھی کبھی آپ کے احکامات کے مطابق اور وزیر اعلیٰ پنجاب کے احکامات کے مطابق حزب اختلاف کی کوئی تحریک استحقاق ہمارے پاس آتی ہے تو ہم اُس کو پورا پورا weight دیتے ہیں۔ اُن کا پورا پورا خیال کرتے ہیں کہ ان کی دل آزاری نہ ہو تو اگر اُن کے دل میں کوئی ذرا سی بھی استحقاق کمیٹی کے چیئرمین کے متعلق، ممبران کے متعلق بات ہو کیونکہ استحقاق کمیٹی میں ہمارے ممبرز سات ہیں اور چھ ممبرز ان کے ہیں سبھی کے consent سے فیصلہ ہوتا ہے اور ہم نے ہمیشہ ان کی تحریک استحقاق کو weight دی ہے ان کا گلا شکوہ بے جا ہے ان کا واک آؤٹ کرنا بھی بے جا ہے آپ نے قانون و آئین کے مطابق رولنگ دی ہے۔ آپ کا بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! شکریہ۔ جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ! اس کے بعد گوندل صاحب آپ بات کیجئے گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اس issue سے ہٹ کر بات کروں گی میں نے کل بھی آپ سے request کی تھی اور آج بھی ایک بہت اہم issue کی طرف آپ کی توجہ چاہتی ہوں۔ کل میں نے لاء منسٹر صاحب سے بات کی تھی کل بھی آپ نے مجھے ٹائم نہیں دیا حالانکہ یہ فوری نوعیت کا معاملہ تھا کہ جو میٹرک کے امتحانات ہیں اُس میں پنجاب کے تعلیمی بورڈز نے یہ rule بنایا ہے کہ first annual میں جو بچہ کسی وجہ سے پیپر نہیں دے سکتا وہ سپلیمنٹری ایگزام میں appear نہیں ہو سکتا تو اس سے سینکڑوں بچوں کا پورا سال ضائع ہو گا۔ یہ rule جو پنجاب بورڈ نے بنایا ہے یہ unconstitutional اور fundamental rights کی violation ہے۔ ایک طرف تعلیم کے معیار کو اور تعلیم کو فروغ دینے کی بات کی جا رہی ہے تو بچوں کو کوئی بھی unavoidable circumstances ہو سکتے ہیں، کوئی بچہ بیمار ہو سکتا ہے، گھر میں کوئی فوتیدگی ہو سکتی ہے اُس پر اُس بچے کو یہ right نہ دینا کہ وہ سپلیمنٹری ایگزام میں appear ہو۔ یہ ہر ایک کا right ہے کہ وہ جب چاہے ایگزام میں appear ہو سکے۔ میں نے کل لاء منسٹر صاحب سے بات کی تھی انہوں نے اس پر agree کیا تھا کہ آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں یہ unconstitutional ہے اس پر ایکشن لیا جانا چاہئے۔ لاء منسٹر صاحب نے مجھے کہا آپ تحریک التوائے کار جمع کروا دیں کل ہم out of turn لے لیں گے میں نے آج تحریک التوائے کار جمع کروا دی ہے تو وہ آج unfortunately ایوان میں نہیں آ سکی۔ Monday کو پہلا پیپر ہے اور پورے پنجاب کے سینکڑوں بچوں کو اس طرح سے محروم رکھا جا رہا

ہے جو بہت بڑی ناانصافی ہے اور محکمہ تعلیم کی کارکردگی کے اوپر بہت بڑا سوالیہ نشان ہے کہ بچوں کو اس طرح discourage کرنا اگر کسی بچے کا داخلہ کسی وجہ سے نہیں جا سکا تو اُس کا سال ضائع کرنا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی تحریک التوائے کار کدھر ہے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں نے جمع کروائی ہے اور مجھے لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ اسے out of turn لیں گے اور اس پر ایکشن لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے ہم سارے بھی سٹوڈنٹ رہے ہیں تو یہ rule آج کل میں نہیں بنا میرے خیال میں یہ شروع ہی سے ہے annual papers میں appear ہونا ضروری ہوتا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! جب سے بھی ہے یہ غلط ہے سپلیمنٹری ایگزام میں اگر بچہ appear ہونا چاہتا ہے تو آپ اُسے کیوں روکنا چاہتے ہیں امتحان لینے سے کیوں آپ avoid کرنا چاہتے ہیں؟ مجھے کوئی ایک logic سمجھادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! ایک منٹ چودھری شفیق اور جناب شیر علی آپ دونوں منسٹر صاحبان ذرا تکلیف کریں جائیں اپوزیشن کو منا کر لائیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری چودھری محمد شفیق اور
وزیر معدنیات و قدرتی وسائل جناب شیر علی خان معزز ممبران حزب اختلاف
کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر یہ issue فنڈز سے اور اپوزیشن سے زیادہ critical ہے اور یہ سینکڑوں بچوں کے مستقبل کی بات ہے۔ Monday کو پہلا پیپر ہے مجھے یہ بتائیں کہ اُن بچوں کے ساتھ کیا کیا جائے، کورٹ جایا جائے اگر یہاں ایوان میں شنوائی نہیں ہوگی تو میں خود عدالت میں جانے کے لئے تیار ہوں اور میں اُن بچوں کے یہ سال ضائع نہیں ہونے دوں گی اور یہ جب سے ہو رہا ہے غلط ہو رہا ہے یہ نہیں ہونا چاہئے۔ یہ بورڈ تعلیم کو فروغ دے رہا ہے یا بچوں کو discourage کر رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ ابھی میرے پاس تحریک التوائے کار نہیں آئی ہے آپ کی تحریک التوائے کار آجاتی ہے تو میں اس کو دیکھتا ہوں۔ جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!میں اس سے پہلے والے مسئلہ پر گزارش کرنا چاہتا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر:محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!آپ موجود رہیں آپ کی تحریک التوائے کار لینے کے لئے گئے ہوئے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:جناب سپیکر!جی،ٹھیک ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!کوئی بھی قابل احترام ممبر اسمبلی چاہے اُس کا تعلق اپوزیشن سے ہے یا ٹریژری بنچوں سے ہے واک آؤٹ کرنا اُس کا حق ہے۔یہاں جو legal بات discuss کی گئی میں اُس ضمن میں عرض کرتا ہوں کہ اسمبلی کا Rules of Procedure ہے جس کے تحت اس کی کارروائی چلتی ہے اور دوسرا جو ممبران کا Privilege Act ہے جس کے تحت اُن کے استحقاق کی بات ہوتی ہے یہ دونوں ایکٹ ہیں۔یہ Rules of Procedure آئین پاکستان کے تحت ہے۔Constitution of Pakistan ہو یا ہمارے Rules of Procedure ہوں کہیں ذکر نہیں ہے کہ کسی بھی ممبر اسمبلی کا چاہے اُس کا تعلق حکومتی بنچوں سے ہو یا اپوزیشن سے ہو اُس کے لئے کوئی فنڈ مقرر ہیں اور نہ ہی کسی منصوبے کی میعاد مقرر ہے۔یہ simple سی بات ہے کہ ہر ضلع میں ڈویلپمنٹ کا فنڈ جاتا ہے وہاں جو DDC ہے وہ تعین کرتی ہے کہ ہمارے ضلع کی priorities کیا ہیں۔جہاں اشد ضرورت ہے وہ منصوبہ پہلے take up کر لیا جاتا ہے اور جہاں اتنی شدت سے ضرورت نہیں وہ بعد میں رکھا جاتا ہے۔اس میں کسی معزز ممبر کے استحقاق کی کوئی بات نہیں آپ نے جو رولنگ دی وہ بالکل صحیح قواعد وضوابط کے مطابق ہے اور قابل تحسین ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،گوندل صاحب!شکریہ۔جی،میاں طارق محمود!

میاں طارق محمود:جناب سپیکر!آج کے اس issue پر اس ایوان کی ایسی روایات پہلے کبھی نہیں رہی کہ سپیکر کی رولنگ کے بعد کوئی واک آؤٹ کرے۔چاہے گورنمنٹ سائیڈ ہو سپیکر کا جو فیصلہ ہو،اُس کا احترام کرنا چاہئے۔جب اپوزیشن دیکھتی ہے کہ گورنمنٹ کی سائیڈ پر کوئی فیصلہ آیا ہے تو کہتے ہیں ٹھیک ہے۔آپ نے بالکل میرٹ کی بات کی ہے سپیکر کی رولنگ کا احترام سب کو کرنا چاہئے،چاہے اپوزیشن ہو یا گورنمنٹ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:میاں طارق محمود صاحب!بڑی مہربانی۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری اتنا ضروری ہے تو آپ اس تحریک التوائے کار کو out of turn پڑھیں۔

پنجاب تعلیمی بورڈز کے سالانہ امتحانات میں داخلہ نہ بھیج سکنے والے طلباء ضمنی امتحانات سے بھی محروم

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ ایک اہم مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کے تعلیمی بورڈز میں وہ طلباء جو کسی وجہ سے سالانہ بورڈز کے امتحانات میں داخلہ نہیں بھجوا سکے ان کو سپلیمنٹری ایگزام میں داخلہ نہیں دیا جاتا جو سراسر ناانصافی ہے اور سینکڑوں بچوں کا ہر سال ضائع ہو جاتا ہے اس لئے گزارش ہے کہ اس پر اسمبلی میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! جواب منگوا لیتے ہیں اور Rules of Procedure بھی دیکھ لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، Rules of procedure بھی دیکھ لیں Monday تک اس تحریک التوائے کار کا جواب منگوا لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 682/15 چودھری عامر سلطان چیمہ، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 684/15 چودھری عامر سلطان چیمہ، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 696/15 چودھری عامر سلطان چیمہ، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 698/15 سردار شہاب الدین خان کی ہے اس کو تھوڑی دیر کے لئے pending کر دیں۔ سردار شہاب الدین خان

صاحب ابھی آجاتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 700/15 بھی سردار شہاب الدین خان کی ہے اسے بھی کچھ دیر کے لئے pending کر دیا جائے۔

(اس مرحلہ پر وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری چودھری محمد شفیق
اور وزیر معدنیات و قدرتی وسائل جناب شیر علی خان ایوان میں واپس تشریف لائے)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری محمد شفیق صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! اپوزیشن والے ادھر نہیں ہیں وہ باہر میڈیا کے پاس چلے گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ نہیں آئے۔ میڈیا میں تو کم از کم انہیں یہ بات نہیں کرنی چاہئے۔ میں تو رولز کے مطابق ایوان کو چلا رہا ہوں پھر ان بقیہ تحاریک التوائے کار کو pending کر دیا جائے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار تھی آپ نے مجھے کہا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے آپ سے commit کیا تھا جی، نمبر بولیں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 830/15 ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اسے پیش کریں۔

گوجرانوالہ کے تمام گرلز کالج بی ایس سی کی کلاسز سے محروم

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 29۔ اگست 2015 روزنامہ "سرپرائز نیوز" گوجرانوالہ کی خبر کے مطابق گوجرانوالہ شہر کے گرلز کالجز بی ایس سی کلاسز سے محروم۔ ضلع بھر میں گرلز کالجز کی تعداد اٹھارہ جبکہ شہر میں چھ ہے مگر کسی بھی کالج میں بی ایس سی کلاسز کا اہتمام نہیں جس کا تمام تر فائدہ نجی کالجز اٹھا رہے ہیں۔ سرکاری کالجوں میں اس کی فیس تقریباً چار ہزار جبکہ نجی کالجوں میں چالیس ہزار روپے سے زائد ہے۔ ایف ایس سی کے بعد سفید پوش گھرانوں کی طالبات آگے تعلیم چھوڑنے پر مجبور ہو جاتی ہیں کیونکہ والدین پرائیویٹ کالجوں کی فیس برداشت نہیں کر سکتے۔ سرکاری کالجوں میں بی ایس سی کلاسز کا اجراء کیا جائے۔ تفصیلات کے مطابق گوجرانوالہ شہر میں گرلز کالجوں کی تعداد چھ جبکہ ضلع میں اٹھارہ ہے

مگر کسی کالج میں طالبات کے لئے بی ایس سی کلاسز کا اہتمام نہ ہے۔ قبل ازیں ضلع بھر میں پوسٹ گریجویٹ گرلز کالج سیٹلائٹ ٹاؤن میں بی ایس سی کلاسز پڑھائی جاتی تھیں مگر کالج ہذا بورڈ آف گورنرز کے زیر انتظام جانے کے بعد بی ایس (آنرز) کی کلاسز شروع کرکے بی ایس سی کلاسز کو یکسر ختم کر دیا گیا ہے اور چار پانچ سال کا عرصہ گزرنے کے بعد تاحال شہر بلکہ ضلع کے کسی بھی گرلز کالج میں مذکورہ کلاسز کا اجراء نہیں ہو سکا جس وجہ سے بی ایس سی کی طالبات اور ان کے والدین پرائیویٹ کالجوں میں داخلہ کرانے پر مجبور ہیں۔ اس ضلع کے کالجوں میں بی ایس سی کلاسز کا اجراء نہ کیا جانا پرائیویٹ اداروں کو مالی مفاد پہنچانے کی سازش ہے۔ گوجرانوالہ ڈویژن میں صرف گورنمنٹ مسلم کالج برائے خواتین نارووال اور گورنمنٹ ابن امیر کالج برائے خواتین جلالپور جٹاں ضلع گجرات میں بی ایس سی کلاسز جاری ہیں۔ شہر و ضلع گوجرانوالہ میں بی ایس سی کی کلاسز کی سہولت میسر نہ ہونے کے سبب بی ایس سی کی تعلیم حاصل نہ کرنے والی طالبات شعبہ تعلیم میں اپنی خدمات بحیثیت ٹیچرز سرانجام دینے سے قاصر ہیں اور اس تمام تر صورتحال کا فائدہ نجی کالجز اٹھا رہے ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ حکومت پنجاب کی پالیسی "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" اور "تعلیم سب کے لئے مفت" کے slogan کے تحت اس شہر اور ضلع بھر کے کالجوں میں بی ایس سی کے ساتھ ساتھ ایم ایس سی کی کلاسز کا اجراء کرتی مگر ایسا نہ کرکے حکومت نہ صرف عوام کے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک کر رہی ہے بلکہ وزیراعلیٰ پنجاب کی پالیسی کی بھی نفی کر رہی ہے جس وجہ سے نہ صرف اس ضلع بلکہ گوجرانوالہ ڈویژن کے تمام اضلاع گجرات، منڈی بہاؤالدین، حافظ آباد، سیالکوٹ، نارووال کی عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو pending فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ مجھے ابھی پتا چلا ہے کہ اپوزیشن کے دوست پریس کانفرنس کرکے واپس آ گئے ہیں تو ملک اقبال چنڑ صاحب! آپ ذرا تکلیف کریں اگر وہ لابی میں آ گئے ہیں تو ان کو ایوان میں لے آئیں۔

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! چودھری شفیق صاحب کو میرے ساتھ بھیج دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری شفیق صاحب! آپ بھی دوبارہ زحمت فرمائیں اور ان کے ساتھ جائیں۔

سرکاری کارروائی

بحث

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ بابت سال 13-2012 اور ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی کی سالانہ رپورٹ بابت 12-2011 پر عام بحث ہے۔ کل ان دونوں رپورٹوں پر بحث کا آغاز ہو چکا ہے جو ممبران بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام بھجوادیں۔ رانا محمد ارشد!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، جناب امجد علی جاوید!

پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال 13-2012 اور ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی کی سالانہ رپورٹ برائے سال 12-2011 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پنجاب پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ غالباً پچھلے سال ایوان میں پیش ہوئی تھی تو جب یہ ہمارے knowledge میں آیا تو ہمیں تو اس کا کوئی ادراک تھا اور نہ ہم نے یہ رپورٹ پڑھی تھی۔ اس ضمن میں میری یہ گزارش ہے کہ۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ
ختم کر کے ایوان میں تشریف لائے)

جناب قائم مقام سپیکر: میں اپوزیشن کے معزز ممبران کو ویلکم کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں نے آپ کے حکم کے مطابق اپوزیشن کے معزز ممبران سے request کی تھی، یہ تشریف لے آئے ہیں میں ان کو خوش آمدید کہتا ہوں اور ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک محمد اقبال چنڑ اور چوہدری محمد شفیق! آپ دونوں کا بہت شکریہ۔ قائد حزب اختلاف اور معزز ممبران کا بھی بہت شکریہ۔ جی، امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جب بھی کسی رپورٹ پر بحث ہوتی ہے تو ایوان کے اندر یہ آواز عموماً سننے کو ملتی ہے کہ ہمیں تو پتا نہیں یہ پچھلے سال کوئی رپورٹ lay ہوئی تھی تو آج تو ہمیں اس کا پتا نہیں تھا کہ اس پر بحث ہونی ہے ہم اس پر کوئی تیاری کر کے نہیں آئے۔ اسی طرح آج بھی یہ معاملہ ہمارے سامنے ایسے ہی ہوا ہے کہ جب اس رپورٹ پر بحث کے لئے کہا گیا تو ہمیں تو علم نہیں تھا کہ جو ایک سال پہلے رپورٹ ایوان میں lay ہوئی تھی اس کے contents کیا تھے اور اس کے معاملات کیا تھے؟

جناب قائم مقام سپیکر: ایک سال پہلے کتابیں ہم نے دے دی تھیں یہ ایوان میں lay ہو چکی ہیں اور ہم کیا کر سکتے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہی ہے کہ جب بھی کوئی بحث رکھی جائے تو کم از کم دو تین دن پہلے اس کا ایجنڈا دے دیا جائے کہ فلاں روز اس پر بحث ہو گی تاکہ ہم اس کو review کر کے آئیں اور تیاری کر کے آئیں۔ جب ممبران کی تیاری نہیں ہوتی تو اس پر بحث کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے اور اس پر سیر حاصل بحث نہیں ہو سکتی۔ اس ضمن میں میری گزارش ہے کہ آئندہ جب بھی بحث کا کوئی دن مقرر کیا جائے تو کم از کم دو دن قبل ممبران کو آگاہ کر دیا جائے تاکہ وہ رپورٹ کو دیکھ کر اپنی تیاری کر کے بات کر سکیں۔

جناب سپیکر! اس میں 2013-14 میں 22 کروڑ 12 لاکھ 89 ہزار روپے کا بجٹ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ دوسری طرف جب ہم کارکردگی دیکھتے ہیں تو آئین کے مطابق جو ذمہ داری پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذمے لگائی گئی ہے کہ سکیل۔11 سے اوپر کی تمام تر ریکروٹمنٹ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہو گی لیکن دوسری طرف اس آئینی ذمہ داری سے پہلو تہی کرتے ہوئے ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ جب محکمہ تعلیم میں بھرتی ہوتی ہے، دیگر اداروں میں بھرتیاں ہوتی ہیں تو یہ کہہ کر کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی capacity نہیں ہے کہ وہ ہمیں سالانہ

اتنے لوگ بھرتی کر کے دے سکے تو پھر وہ آرگنائزیشن جن کو فائدہ دینا مقصود ہوتا ہے، جو بڑے بڑے لوگوں کی بنائی ہوئی ہیں، جو جرنیلوں، بیوروکریٹس، ان کے بچوں اور ان کی بیویوں کی آرگنائزیشن بنی ہوئی ہیں ان کے ذمے یہ کام لگا دیا جاتا ہے۔ میں مثال پیش کروں گا کہ پچھلے سال جو ایجوکیٹرز کی بھرتی ہوئی ہے اس میں NTS نے 84 کروڑ روپیہ ان لوگوں سے وصول کیا جو محکمہ ایجوکیشن میں بھرتی ہونے کے خواہاں تھے۔ اگر یہ کام پرائیویٹ اداروں سے ہی لینا ہے تو پھر ہمیں پنجاب پبلک سروس کمیشن پر سالانہ اتنے پیسے خرچ کرنے کی ضرورت کیا ہے۔ یہ ایک آئینی ادارہ ہے جب ہم اس کو یہ کام نہیں دیتے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنی آئینی ذمہ داری سے انحراف کر رہے ہوتے ہیں۔ ہم جس ادارے کے ذمے جو کام ہوتا ہے وہ اس سے نہیں لے رہے ہوتے تو جب ایسے اداروں سے کام لیا جاتا ہے جس پر حکومت کا کوئی کنٹرول نہیں ہوتا، کوئی چیک نہیں ہوتا، NTS جو ٹیسٹ لیتا ہے اس کا کہیں ریکارڈ نہیں ہوتا کہ آیا اس کے نتائج کیا رہے ہیں؟ کسی کے ساتھ ہونے والی زیادتی کا ازالہ کہاں ممکن ہے اور کیا وہ ادارہ آئینی طور پر اس بات کا استحقاق رکھتا تھا کہ وہ گریڈ 16 تک کی بھرتیاں کر کے دے سکے؟ اس میں میری یہ گزارش ہوگی کہ ان اداروں کو اگر فنڈز دیئے جاتے ہیں تو ان سے کام بھی پورا لیا جائے اور جو deadlock پھنسا ہوا ہے آج بھی ہمارے پنجاب پبلک سروس کمیشن کے امتحانات میں سالوں لگ جاتے ہیں اس لئے ان کی reforms کی جائیں تاکہ یہ موجودہ دور کی ضروریات کو پورا کر سکیں تب ہی اس کا فائدہ ہے۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، سبطین خان صاحب!

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! یہ پہلے میرا بل تھا یہ بڑا اہم issue ہے جو فوری نوعیت کا ہے اور دریائے سندھ سے کٹاؤ کا مسئلہ ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو پہلے میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

تحاریک التوائے کار

(---جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: جناب سبطین خان! جس وقت ٹائم تھا تو آپ احتجاج پر چلے گئے تھے۔ بہر حال اب تو ہم آگے چلے گئے ہیں لیکن کوئی بات نہیں آپ اس تحریک التوائے کار کو پیش کریں۔

جناب محمد سبطین خان: بڑی مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: گوندل صاحب! rule 234 کے تحت مجھے یہ اختیار ہے اس لئے میں جناب محمد سبطین خان کو تحریک التوائے کار پڑھنے کی اجازت دے رہا ہوں۔ جس کا نمبر 838/15 ہے۔

دریائے سندھ کے کٹاؤ کی وجہ سے تحصیل پپلاں کی متعدد یونین کونسلوں کی آبادیوں کو شدید خطرات لاحق

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! بہت مہربانی۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع میانوالی میں میونسپل کمیٹی پپلاں جو کہ ضلع میانوالی کا تحصیل ہیڈ کوارٹر بھی ہے، اس کے ساتھ یونین کونسل دوآبہ، یونین کونسل علووالی جو کہ شیر شاہ سوری روڈ پر واقع ہے اور دریائے سندھ کے ملحقہ آبادیوں کے ساتھ ہے، حالیہ بارشوں اور دریائے سندھ میں سیلاب کی وجہ سے اور دریائے سندھ کے کٹاؤ کی وجہ سے ان آبادیوں کو شدید خطرہ لاحق ہے۔ ان آبادیوں میں لاکھوں کی تعداد میں لوگ آباد ہیں جن کی جان مال اور مال مویشیوں کو خطرہ ہے۔ اگر فوری طور پر دریائے سندھ کے کٹاؤ سے بچاؤ نہ کیا گیا تو بہت زیادہ جانی و مالی نقصان ہوگا۔ مقامی لوگوں کا مطالبہ ہے کہ اس اہم مسئلے کو فوری طور پر حل کیا جائے اور تعمیر شدہ already جو وہاں پر spurs اور بند بنے ہوئے ہیں، ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں، تین سال سے ان کی مرمت نہیں ہوئی لہٰذا فوری طور پر ان کی مرمت کی جائے اور وہاں کی عوام کو نقصان و پریشانی سے بچایا جائے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ابھی اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اگلے ہفتے تک کے لئے اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلے ہفتے تک کے لئے اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ جناب محمد سبطین خان! آپ بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں؟

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! اگر میں اپنی تقریر آدھے گھنٹے کے بعد شروع کر لوں تو اس پر کسی کو کوئی اعتراض ہوگا؟ میں یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ یہ بحث ٹیوٹا کے متعلق ہے یا پنجاب پبلک سروس کمیشن کے متعلق ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: دونوں کے متعلق ہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! کوئی بات نہیں میں بسم اللہ کر دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

بحث

(--- جاری)

پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال 13-2012 اور ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی کی سالانہ رپورٹ برائے سال 12-2011 پر عام بحث

(--- جاری)

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! پنجاب پبلک سروس کمیشن کے متعلق میری صرف یہ گزارش ہے کہ جہاں تک اس کی شفافیت کا تعلق ہے، اس حد تک ہم اس کی تائید بھی کرتے ہیں اور appreciate بھی کرتے ہیں۔ آپ کا تعلق بھی ایک rural background سے ہے اور بہت ہی پسماندہ علاقے سے ہے۔ ہمارے پنجاب کے ساتھ یہ discrimination کیوں ہو رہی ہے جبکہ Sindh is divided into two urban and rural areas. اسی طرح بلوچستان بھی zones میں تقسیم ہے، کوئٹہ کا علیحدہ زون ہے اور ان کے جو backward علاقے ہیں ان کا علیحدہ زون ہے، خیبر پختونخوا کی بھی یہی پوزیشن ہے لیکن پنجاب میں کوئی زون سسٹم نہیں ہے۔ میانوالی کا بچہ ہے لاہور یا سنٹرل پنجاب کے بچوں کو کس طرح compete کرے گا؟ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ہماری educational facilities برابر ہیں، ان بچوں کو ہم leveled play ground دے رہے ہیں یا نہیں؟ آئیں آپ بھی پنجاب پبلک سروس کمیشن کے اس ایگزامز میں حصہ لیں اور سنٹرل پنجاب کے لڑکوں کو compete کر کے آپ بھی ان positions میں آئیں؟ اس لئے میں کہوں گا کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے اس لئے میری آپ کے توسط سے حکومت پنجاب کو یہ تجویز اور گزارش ہے کہ پنجاب کے ساتھ ہی یہ زیادتی کیوں ہوتی ہے۔ حالانکہ پنجاب 62 یا 63 فیصد آبادی کو represent کرتا ہے۔ بات کیا ہوتی ہے let's suppose ایک backward area کا ڈاکٹر ہے وہ یہ امتحان بھی qualify کر جاتا

ہے، اس کو کہیں بھی نوکری مل جاتی ہے لیکن آگے بڑھنے کی خواہش تو تب ہی ہو گی اگر وہ backward area سے متعلق ہے اگر آپ اس کو وہاں لگائیں گے تو وہ لوگوں کا علاج معالجہ بھی ٹھیک طریقے سے کرے گا اور لوگوں کے دکھ درد میں بھی شریک ہو گا کیونکہ وہ اس ایریا کا رہنے والا ہے۔اب جیسے لاہور کے بچے ہیں، لاہور کے انجینئرز ہیں، لاہور کے ڈاکٹرز ہیں وہ ایگزام تو qualify کر لیں گے، آج آپ نے یہ بھی بڑی مہربانی کی کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے سوالات کو پرسوں کے لئے postpone کر دیا، اب آپ دیکھیں ہمارے جو backward areas ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: پرسوں کے لئے نہیں next coming week میں ہم ان کا ایک دن رکھیں گے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! اگلے ہفتے تک کے لئے آپ نے postpone کر دیا، یہ آپ نے بہت بڑی اچھائی کی ہے اور پورے پنجاب پر میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے ایک احسان کیا ہے۔اب اس کا reason اس کا logic میں آپ کو بتاتا ہوں، لاہور سے آپ ایک ڈاکٹر کو لیتے ہیں، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، نارووال سے لیتے ہیں اور اس کو آپ راجن پور، ڈیرہ غازی خان، میانوالی، بھکر، لیہ کے اضلاع میں لگا دیتے ہیں تو آج کل پولیٹیکل دور ہے وہ کسی نہ کسی طرح سے manage کر لے گا اور اپنا ٹرانسفر کروالے گا۔ہیلتھ منسٹر کی منت کرے گا، کسی ایم پی اے، ایم این اے کی منت کرے گا اور He would return to Lahore. اب جو ہمارے ہسپتال ہیں، میں نے اپنے دور میں تحصیل ہیڈ کوارٹر پپلاں میں ایک ماڈل ہسپتال بنوایا وہاں پر سولہ ڈاکٹر ہونے چاہئیں تھے لیکن اس وقت ٹوٹل تین ڈاکٹر کام کر رہے ہیں۔میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کی اس لئے بات کر رہا ہوں کیونکہ یہ اس کو relate کرتی ہے، میں اس کی مختلف سمت میں نہیں جا رہا۔

جناب سپیکر! میری مختصر گزارش یہ ہے کہ اگر ہم نے پورے تین صوبوں کو اربن اور رُورل کو مختلف زونز میں تقسیم کیا ہوا ہے تو پنجاب کو ہم زونز میں تقسیم کیوں نہیں کرتے؟ یہ میری تجویز ہے کہ جب تک ہم developed, urban and rural کا فرق ختم نہیں کریں گے اس وقت تک ان اداروں میں stability نہیں آئے گی۔اسی لئے ہمارا جو backward علاقہ ہے یا جس کو ہم South کہتے ہیں یا جو بھی آپ اس کو نام دے دیں، میں اس سلسلے میں کوئی تعصب والی بات نہیں کر رہا لیکن اسی لئے ان میں احساس محرومی موجود ہے۔ہمارے لوگ کہتے ہیں کہ کروڑوں، اربوں روپے لگا دیئے ہیں South کا احساس محرومی ختم ہی نہیں ہو گا اور یہ تو آج بھی محروم ہیں۔میری گزارش ہو گی کہ اگر

آپ issues پر جائیں گے تو معاملات ٹھیک ہو جائیں گے ۔ابھی آپ سی ایس ایس کا رزلٹ نکال لیں آپ PCS کا رزلٹ نکال لیں،آپ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کا رزلٹ نکال لیں،آپ لیبر ڈیپارٹمنٹ کا رزلٹ نکال لیں،آپ تحصیلداروں ،پولیس کا ریکارڈ نکال لیں جو پنجاب پبلک سروس کمیشن سے منتخب ہو کر آئے ہیں۔آپ اس کی ratio تو دیکھیں جو backward areas ہیں ان کی آپ تعداد تو دیکھیں۔

جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ انہیں حکم کریں یہ آپ کو ریکارڈ پیش کر دیں، اس سے میری بات کی تائید ہو جائے گی۔ ہم ایوان کا وقت ضائع نہیں کر رہے، ہم constructive بات کر رہے ہیں اور یہ constructive بات یہی ہے کہ پنجاب کو مختلف زونز میں تقسیم کیا جائے۔ میری اس تجویز کو اس طرح سے bulldoze نہ کریں کہ پورا پنجاب ایک ہے،پورے پنجاب میں ہریالی نظر آتی ہے،پورے پنجاب میں خوشحالی نظر آتی ہے اور پورے پنجاب میں prosperity نظر آتی ہے۔آپ کو نظر آتی ہو گی ہمیں نہیں آتی یا پھر آپ کی عینکوں میں فرق ہے یا ہماری نظر میں فرق ہے کہیں کوئی نہ کوئی problem ضرور ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ وہی problem ہے کہ آپ ان کا ریکارڈ اور data نکلوائیں۔اس میں سے 80 فیصد آپ کو سنٹرل پنجاب نظر آئے گا اور اس کے بعد پندرہ سے بیس فیصد آپ کو وہ پوری belt نظر آئے گی اس سے محرومی نہیں ہو گی تو پھر اور کیا ہو گا لہٰذا میری یہ request ہے کہ آپ مہربانی کریں اس کو دوسرے صوبوں کی طرح زونز میں کریں،جب ہمارے پاس precedents بھی ہیں تو ہم یہ ہچکچاہٹ کیوں محسوس کر رہے ہیں، ہم بھاگنے کے لئے left right اور zigzag کیوں ہو رہے ہیں؟اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ان کو پورا حق دیں وہ backward علاقے ہیں ہمارے سکولوں کی تو یہ پوزیشن ہے کہ دو،دو سو بچے ہیں اور ان کے لئے صرف دو استاد موجود ہیں، آخر ہم شکایت کس سے کریں؟ ہمارے ہسپتالوں کی یہ پوزیشن ہے کہ سولہ ڈاکٹروں کی ہسپتال میں گنجائش ہے لیکن وہاں پر صرف تین ڈاکٹر موجود ہیں۔ ہمیں تو اس belt میں کچھ نظر ہی نہیں آ رہا اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ دوسرے صوبوں کی طرح پنجاب کو بھی زونز میں تقسیم کیا جائے تاکہ ان کو اپنا پورا right ملے اور احساس محرومی ختم کرنے کے لئے پہلا قدم یہی ہے جو ایک solid قدم ہے،اس کو آپ دیکھیں اور پھر ultimately یہ سہرا کس کے سر جانا ہے؟ گورنمنٹ کو جانا ہے۔ ہماری تو تجویز ہے، یہ turn down کر دیں ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں، ہم نے تو اپنا مؤقف بیان کر دیا۔آج الیکٹرانک میڈیا کا دور ہے، vibrant media کا دور ہے ہمارا point of view تو آ گیا،آپ prejudice ہو کر یہ نہ سوچیں اور تعصب والی نگاہ سے نہ دیکھیں تو یہ میری بڑی reasonable بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! اس لئے اس کو consider کیا جائے اور اسی کے ساتھ ہی میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، میں یہ بھی توقع کرتا ہوں کہ یہ نہ سوچا جائے کہ اپوزیشن کی طرف سے تجویز آئی ہے اور مجھے یہ امید ہے کہ اس تجویز کو bulldoze نہیں کیا جائے گا۔ اگر آپ کی طرف سے یہ Chair کی طرف سے مشورہ ہو گا تو میں ان دوستوں میں سے کسی کی منت کر لوں گا اور یہی بات ان سے بھی کہلوا دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: سبطین خان صاحب! آپ کی بڑی جائز بات ہے، میں آپ سے agree کرتا ہوں، آپ نے بالکل صحیح کہا ہے، وزیر موصوف نے اسے note بھی کر لیا ہے۔ سبطین خان صاحب! اس معاملے پر آپ کوئی resolution بھی لے کر آئیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ جی، انشاء اللہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ لوگ بھی آپ کے ساتھ agree کریں گے، آپ اس پر resolution لے کر آئیں۔

جناب محمد سبطین خان: ٹھیک ہے۔ بہت شکریہ

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا منور غوث صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ آج پنجاب پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ برائے سال 13-2012 پر اسمبلی میں بحث جاری ہے۔ آپ نے بڑی مہربانی فرما کر مجھے بھی وقت عنایت فرمایا ہے۔ جس طرح سے میرے colleagues فاضل ممبران نے پنجاب پبلک سروس کمیشن کی شفافیت کو second کیا ہے میں بھی اسے second کرتا ہوں۔ یہ recognized ادارہ ہے جو عرصہ دراز سے پنجاب کے پڑھے لکھے لوگوں کی خدمت کر رہا ہے۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن نے لوگوں کو شعور دیا، لوگوں کو میرٹ پر accommodate کیا، لوگوں کو provide service کی اور بے روزگاری ختم کرنے میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ جہاں پر لوگوں کو روزگار کی بہت سی provide facilities کی گئی ہیں، وہاں پر پنجاب پبلک سروس کمیشن میں کچھ ایسے کام بھی ہو رہے ہیں جن کی وجہ سے اچھے رزلٹ نہیں آ رہے۔ جب گریڈ 16 سے 17 کے لئے selection کی جاتی ہے تو اس میں ایک بڑا

delaying process adopt کیا جاتا ہے، پہلے درخواستیں لی جاتی ہیں اس پر مہینوں اور سال گزر جاتے ہیں اس کے بعد written test کا مرحلہ آتا ہے۔اس کے کئی مہینوں کے بعد انٹرویو کا process شروع ہوتا ہے اور اس میں بہت سے لوگ overage ہو جاتے ہیں اور ایسے کئی کیسز سامنے آئے ہیں کہ جس بندے نے درخواست submit کی اور کچھ عرصہ بعد اس کا written test آیا تو وہ اس وقت overage ہو چکا تھا، جب انٹرویو کا مرحلہ آیا تو وہ بے چارہ اپنی overage کی وجہ سے اہلیت کھو چکا ہوتا تھا۔ان چیزوں کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے آج اس august House سے، اس forum سے جناب کی طرف سے ایک رولنگ جانی چاہئے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کا ایک speedy process ہونا چاہئے چونکہ یہ ایک recognized ادارہ ہے۔

جناب سپیکر! جس طرح ابھی جناب محمد سبطین خان نے فرمایا چونکہ ان کا تعلق بھی سرگودھا ڈویژن سے ہے میں ان کی بات کو endorse اور second کرتا ہوں کہ لاہور کے بچوں کو تو پڑھنے کی بہت سی facilities ہیں، یہاں کے بچے اور بچیاں بڑے اچھے اداروں میں پڑھتے ہیں لیکن سرگودھا، میانوالی، بھکر، خوشاب اور آپ کے راجن پور کے بچوں کو اتنی اچھی سہولتیں دستیاب نہیں ہیں چہ جائیکہ ہمارے وزیر اعلیٰ بڑی کوشش کر رہے ہیں انہوں نے enrolment ensure کی ہے، انہوں نے ٹیچرز کی حاضری ensure کی ہے، انہوں نے missing facilities provide کر دی ہیں لیکن اس کے باوجود ابھی ہم بہت backward ہیں۔ جیسے آپ نے فرمایا ہے کہ ایک قرارداد آنی چاہئے اور یہ discrimination ختم ہونی چاہئے اور اس میں region-wise priority بنی چاہئے۔ میں اسے endorse کرتا ہوں کہ لاہور ڈویژن کو الگ کیا جائے، فیصل آباد ڈویژن کو الگ کیا جائے اور جو ہمارے پسماندہ اور دور دراز ڈویژن ہیں جن میں ڈی جی خان، سرگودھا اور بہاولپور ڈویژن کی الگ سے ڈویژن کی جائے اور سیٹوں کا کوٹا ایسا مقرر ہونا چاہئے کہ دور دراز کے دیہاتی لوگوں کو بھی پنجاب پبلک سروس کمیشن سے اتنا ہی فائدہ ملے جتنا فائدہ لاہور، راولپنڈی اور دوسرے بڑے شہروں کے لوگ اٹھا رہے ہیں جن کو زیادہ سہولیات ہیں۔

جناب سپیکر! جس طرح سے ہمارے دوستوں نے اربن اور رورل کے حوالے سے کہا میں ان کی بات کو second کرتا ہوں کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن میں اربن اور رورل کی ڈویژن ضرور ہونی چاہئے۔ یقیناً آج اس forum سے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو یہ بات ضرور جائے گی کہ وہ اربن اور

رورل کی discrimination ختم کر کے اسے divide اور facilitate ضرور کریں گے اور رورل کے لوگوں کو ضرور accommodate کریں گے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: بے حد شکریہ۔ جناب سپیکر! میں رانا صاحب اور سبطین خان صاحب سے کچھ آگے سوچتا ہوں ان سے اتفاق بھی کرتا ہوں اور ان سے آگے تک سوچتا ہوں۔ آگے تک سوچنے کی بات یہ ہے کہ میں چاہوں گا کہ ٹیکنیکل ٹریننگ ایجوکیشنل اتھارٹی کو مزید فعال بنایا جائے، کوئی بھی ملک تعلیم اور ٹیکنالوجی کے بغیر ترقی نہیں کر سکتا۔ ہمیں ایجوکیشن اور ٹیکنالوجی کو بہت زیادہ اہمیت دینی چاہئے اور اس اتھارٹی کو مزید promote کرنا چاہئے، اس میں جو بھی اسامیاں خالی ہیں انہیں fill کرنا چاہئے اور بچوں کے داخلے بھی میرٹ پر ہونے چاہئیں۔ اس کے ادارے ہر ضلع میں ہیں اس لئے کوئی ایسا مسئلہ نہیں بنتا کہ کوئی محروم ہے یا undeveloped ہے۔ میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے معاملے میں عرض کروں گا کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن میں ویسے ہی اسامیاں کم ہیں۔ مجھے یہ نہیں پتا کہ ان کی اسامیوں کو fill کیوں نہیں کیا جاتا لیکن یہی وجہ ہے کہ سالہا سال تک وہاں سے پنجاب پبلک سروس کمیشن نے جو بچے pass out کرنے ہوتے ہیں وہ سکول ایجوکیشن میں ہوں، خواہ کالج ایجوکیشن یا دیگر اداروں میں وہاں پر بھی اسامیاں خالی پڑی رہتی ہیں لہٰذا پہلے تو پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ممبران کی جو strength ہے اسے فی الفور پورا کیا جائے تاکہ کسی بھی امتحان میں جو کھیپ آتی ہے اسے نکالتے جائیں اور وہ لوگ اداروں میں کھپتے جائیں۔

جناب سپیکر! اب سبطین خان صاحب اور رانا صاحب کی بات پر آ جائیں میں اس پر یہ عرض کروں گا کہ ایک بیوروکریٹ جو بیوروکریسی کے خاندان میں داخل ہو جاتا ہے آگے ان کی نسلوں کو دیکھ لیں کہ وہ لوگ نسل در نسل بیوروکریٹ پیدا کرتے ہیں جس پر مجھے شدید اعتراض ہے اس لئے یہ رولنگ لازمی ہے کہ اس میں رورل اور اربن کی تقسیم ہونی چاہئے یا کم از کم پنجاب پبلک سروس کمیشن ہر ڈسٹرکٹ کا الگ امتحان لے۔ اگر ہر ضلع کا ممکن نہ ہو تو کم از کم اس کی ڈویژن وار ہی تقسیم ہو جانی چاہئے تب جا کر عام لوگوں کی یہ محرومی دور ہو سکتی ہے۔ اب تصور یہی ہے کہ ایک ruling class ہے، حکمران طبقہ ہے اور ایک محکوم طبقہ ہے۔ ہم لوگ حکمران اور محکوم طبقے میں بٹے ہوئے ہیں۔ حکمران طبقہ حکمران ہی پیدا کرتا ہے اور جو محکوم طبقہ ہے وہ محکوم ہی پیدا کرتا ہے اس لئے جب تک ہم اس تفاوت کو دور نہیں کریں گے تو یہ polarization ختم نہیں ہو سکتی، یہ تقسیم ختم نہیں ہو سکتی اور یہ ہمارے ملک میں

الیکشنوں میں بھی دیکھی جاتی ہے خواہ وہ الیکشن بلدیاتی ہوں یا اسمبلیوں کے ہوں۔ ہمارے اندر محروم اور حکمران طبقات کی تقسیم ہمیں مار گئی ہے اس لئے میری پُرزور حمایت ہے اور میں ان دونوں دوستوں کو endorse کرتا ہوں اور اپنی طرف سے بھی میرا یہ مطالبہ ہے کہ یہ محکومیت اسی وقت ختم ہو گی جب ہم یہ zoning کریں گے۔ اربن اور developed areas میں تعلیم کے مواقع بھی زیادہ ہیں اور جو خاندان حکمران طبقات بن چکے ہیں ان کے لئے الگ نصاب ہیں، ان کے الگ ادارے ہیں جو حکمران پیدا کرتے ہیں اور ادھر محکوم ہی پیدا ہوتے ہیں۔ وہاں دیہاتوں میں یہ facilities موجود ہیں، تعلیم کی facilities موجود ہیں اور نہ ہی ان میں آگے بڑھنے کی کوئی استطاعت ہوتی ہے۔ وہاں ویسے ہی غربت اور غربت سے نیچے لوگ دیہاتوں میں بستے ہیں اور آپ کو یہ معلوم ہی ہے کہ دیہات میں 70 فیصد لوگ کاشتکاری سے منسلک ہیں اور جو لوگ کاشتکاری سے منسلک ہیں یہ زمین کا ٹوٹا ان کو جینے دیتا ہے، مرنے دیتا ہے اور نہ ہی ان کی فصلوں کا کوئی بھاؤ ہے۔ مونجی 500 روپے من جبکہ اس کی بھک 1200 روپے من فروخت ہوتی ہے۔ اسی طرح کاشتکار کو گنّے، مکئی، گندم اور نہ ہی دیگر فصلوں کی مناسب قیمت ملتی ہے۔ یہ ایک بہت بڑا تفاوت ہے۔ دیہات کے اور کاشتکاری سے منسلک لوگ ایک محروم طبقہ ہے۔ 70 فیصد کاشتکار، کسان اور کھیت مزدور کی محرومی اس وقت ختم ہو گی جب ان کو الگ سے اہمیت دی جائے گی یا ان کا کوٹا سسٹم بنا دیا جائے اس لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن میں ایسا نظام اپنایا جائے کہ جس کی وجہ سے ان محروم طبقات میں سے بھی selection ہو سکے۔ محکمہ تعلیم، ایڈمنسٹریشن یا جہاں کہیں بھی صوبائی اسامیاں ہیں ان میں اس محروم طبقہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو الگ سے بھرپور نمائندگی ملنی چاہئے اور اسی صورت میں ان کا احساس محرومی دُور ہو سکے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جناب محمد صدیق خان!

جناب محمد صدیق خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! جب کل پنجاب پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ کے حوالے سے معزز پارلیمانی سیکرٹری نے گفتگو شروع کی تھی تو میں نے کہا کہ ہمارے پاس اس رپورٹ کی کاپی نہیں ہے اور اسی وجہ سے میں نے کورم بھی point out کیا تھا۔ اس پر انہوں نے تنقید کی کہ حزب اختلاف public interest کے معاملات میں سنجیدہ نہیں ہے۔ میں نے تو ایک اچھی spirit میں بات کی تھی کیونکہ ہم تنقید برائے تنقید پر یقین نہیں رکھتے بلکہ تنقید برائے اصلاح پر یقین رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر! پہلی بات یہ عرض کروں گا کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی یہ رپورٹ سال 2012-13 اور TEVTA کی سالانہ رپورٹ 2011-12 کی ہے لہٰذا اس کو Annual Report کہنا کسی حوالے سے بھی قرین انصاف نہیں۔ اس پر لکھا جانا چاہئے تھا کہ "TEVTA کی پانچ سالہ رپورٹ" کیونکہ یہ رپورٹ 2011-12 کی ہے۔ حکومتی اداروں کو بھی ہوش کے ناخن لینے چاہئیں کہ جو رپورٹ ایک سال میں پیش کرنی تھی وہ پانچ سالوں کے بعد پیش کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے حوالے سے بات ہوئی۔ میں تھوڑی وضاحت کے ساتھ سبطین خان صاحب اور دوسرے مقررین کو endorse کروں گا۔ سندھ اربن اور رورل کی بات کی گئی، یہ ایک بہت بڑا جھگڑا ہے کیونکہ اربن والے کہتے ہیں کہ یہ discrimination ہے جبکہ رورل والے کہتے ہیں کہ یہ disparity ہے اور یہ پالیسی، قانون اور آئین کے تحت based on justice ہے۔ بنیادی طور پر اس آئین کا آرکیٹکٹ ذوالفقار علی بھٹو تھا جس نے 1973 میں اس کو بنایا۔ ذوالفقار علی بھٹو ایک رورل ایریا سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ رورل ایریا میں لوگوں کے پاس کوالٹی ایجوکیشن کے مواقع میسر نہیں اور اس کے مقابلے میں سندھ اربن ایریا کے لوگوں کے پاس تعلیم کے مواقع کہیں بہتر تھے۔ ذوالفقار علی بھٹو نے فیڈرل سروسز میں یہ Constitutional Provision دی۔ یہ صوبائی سروسز میں نہیں بلکہ یہ آئین کا حصہ ہے اور فیڈرل سروسز کے لئے ہے۔ اربن اور رورل کی ڈویژن آئین کے تحت کی گئی ہے اور وہ فیڈرل سروسز کے لئے ہے۔ اس کے بعد اٹھارہویں ترمیم آگئی اور اس میں صوبوں کی autonomy کو مزید بڑھا دیا گیا۔ میں تنقید نہیں کر رہا بلکہ حقیقت کہہ رہا ہوں کہ پنجاب کے عوام کی یہ بدبختی ہے کہ آج تک اسمبلی کے رولز کو بھی in the light of 18^{th} Amendment incorporate نہیں کیا گیا حالانکہ سندھ اور خیبر پختونخوا نے according to the spirit of 18^{th} Amendment وہ rules adopt کر لئے ہیں۔ پنجاب نے تا حال وہ rules adopt نہیں کئے۔ یہی وجہ ہے کہ آج یہاں جو bureaucratic system prevail کر رہا ہے وہ انتہائی ناقابل برداشت ہے۔ میں کسی پر تنقید نہیں کر رہا بلکہ آپ Provisional Leadership کا رویہ دیکھ لیں۔ ان کی policies political forces پر base نہیں کر رہیں۔ میں کل یا پرسوں کسی اخبار میں ایشین ڈویلپمنٹ بنک کے analysis پڑھ رہا تھا۔ ایشین ڈویلپمنٹ بنک پاکستان میں 6.2 بلین ڈالر aid کی صورت میں invest کرنا چاہتا ہے۔ اب ڈالر کی قیمت بین الاقوامی مارکیٹ میں مزید بڑھ گئی ہے اور اس وقت ایک ڈالر 104 روپے کا ہو چکا ہے اس حساب سے یہ بنک

پاکستان میں 6.50 بلین ڈالر invest کرنا چاہتا ہے۔ بنک اپنی queries میں یہ apprehension show کر رہا ہے کہ یہاں کی بیوروکریسی انتہائی corrupt ہے۔

They are not motivated to deliver as per the spirit of the Constitution of Pakistan.

جناب سپیکر! اس کے باوجود یہاں کی political forces چاہے وہ اپوزیشن یا حکومتی بنچز ہیں ان پر اعتماد نہیں کیا جا رہا اور ان کی تجاویز کو پذیرائی نہیں مل رہی۔

جناب سپیکر! یہاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کی بات ہو رہی تھی۔ میرے ایک بھائی نے NTA(National Testing Agency) کو quote کیا ہے۔ یہ پرائیویٹ سیکٹر کا ایک ادارہ ہے اور اس کے ذریعے NTS test لئے جاتے ہیں۔ اس پرائیویٹ ایجنسی کو 85 کروڑ روپے دیئے جا رہے ہیں۔ اس کے مقابلے میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کی capacity building کی ضرورت ہے کیونکہ اس میں اتنی capacity نہیں کہ ہمارے services کے معاملات کو cater کر سکے لہٰذا میں درخواست کروں گا کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی capacity کو بڑھایا جائے اور پرائیویٹ سیکٹر کی involvement اور اس پر جو بیش بہا اخراجات کئے جا رہے ہیں ان کو ختم کیا جائے۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے پاس ہزاروں کی capacity building ہونی چاہئے۔ ان کو as per the Constitutional spirit کام کرنا چاہئے۔ اقتدارِ اعلیٰ کی مالک اس ملک کی عوام ہے، اس ملک کے عوامی نمائندے ہیں جو عوام کے اعتماد پر اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کی آواز اور تجاویز کو وزن دیا جائے۔

جناب سپیکر! میں نے ذوالفقار علی بھٹو کا ذکر اس لئے کیا کیونکہ وہ رورل ایریا سے belong کرتا تھا۔ آپ South سے اور میں North سے belong کرتا ہوں۔ میں North کے لوگوں کے مسائل سمجھتا ہوں اور آپ South کے لوگوں کے مسائل سمجھتے ہیں۔ ہمارے علاقے کے لوگوں کو وہ سہولتیں اور تعلیم کے مواقع میسر نہیں جو ان کا fundamental right ہے۔ ان کو وہ کوالٹی ایجوکیشن نہیں ملتی جو کہ سنٹرل پنجاب کے لوگوں کو ملتی ہے۔ اس صوبے کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ جس طرح فیڈرل پبلک سروس کمیشن میں رورل اور اربن کوٹا ہے اسی طرح پنجاب پبلک سروس کمیشن کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے جس میں ساؤتھ، نارتھ اور سنٹرل پنجاب شامل ہو۔ اسی طرح ریموٹ ایریا سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کی deprivation کو پورا کیا جائے۔ ان کو

اعلیٰ سروسز میں opportunity نہیں ملتی تو ہم نے اس deprivation کو بھی ختم کرنا ہے۔ میری حکومتی بنچوں سے تعلق رکھنے والے معزز ممبران اور آپ سے درخواست ہے کہ ہم سب نے اپنی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے ان مسائل کو دُور اور ختم کرنا ہے جن سے ہمارے آج کے نوجوان دوچار ہیں۔

جناب سپیکر! اس سے آگے میں TEVTA کی طرف آؤں گا۔ اس نے Technical Education اور Technical skill دینی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی جتنی ضرورت ہے اس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا لیکن میں اس حوالہ سے ایک گزارش کروں گا کہ میں جس علاقہ میں رہتا ہوں وہ پاکستان کی heavy industry کا سب سے بڑا علاقہ ہے، اُس میں ایک Polytechnic College بھی ہے، ایک Technical Institute بھی ہے اور الحمد للہ مجھے اس بات پر بھی فخر ہے کہ میں نے خود 2004 میں ایک Technical Institute بنا کر TEVTA کو handover کیا تھا کہ وہ ہمارے بچوں کو Skill Education دیں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ جو میرا Technical Training Institute چکری میں ہے اُس میں پہلے سات faculties تھیں اب تین رہ گئی ہیں یعنی چار faculties ختم کر دی گئی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا اور یہ بات متعلقہ وزیر صاحب note کریں کہ TEVTA کی key performance achievement کیا ہے؟ یہ رپورٹ آپ کے سامنے ہے اگر آپ اس کا صفحہ نمبر 23 ملاحظہ فرمائیں:

> R & D Section Performance Assessment for the year 2011-12. Our view of training need assessment TLA activities. The total number of TLA conducted during the previous year 2011-12, was 42 as compared to only 17 TLA completed during the year 2011-12, which is 60 percent less in 2010-11. This is the key performance of the TEVTA.

جناب سپیکر! یہ رپورٹ مجھے تو کل ملی ہے میں جس کے 25 to 30 pages سے go through ہوا ہوں یعنی میں اس کی بھرپور طریقے سے study بھی نہیں کر سکا۔ اس طرح اگر میں اس کی performance کو جانچوں تو

> That is totally nil performance of the TEVTA. They themselves admitted their performance is totally nil.

جناب سپیکر! آپ ہمارے بچوں کو کس طرح Skilled Education دیں گے اور کس طرح سے بے روزگاری کا خاتمہ ہو گا؟ میں نے جس طرح سے درخواست کی اور جس طرح سے میں نے Asian Development Bank کے analysis کی بات کی تو وہ یہاں خرچ کرنا چاہتا ہے لیکن یہاں پر جو کرپشن ہے اُس کی وجہ سے اُن کے apprehensions ہیں اور وہ کہتا ہے کہ میرے analysis یہ ہیں کہ پاکستان میں 50لاکھ بچے ہر سال بے روزگار ہو رہے ہیں۔ اگر آپ نے اس بے روزگاری کا خاتمہ کرنا ہے تو آپ سروے کریں۔ آپ کی اس رپورٹ میں صرف فیصل آباد، لاہور اور سیالکوٹ کی بات کی جا رہی ہے حالانکہ پاکستان کی سب سے بڑی انڈسٹری ٹیکسلا میں ہے۔ اگر میں غلط کہہ رہا ہوں تو آنے والے اجلاس میں آپ اس کی تردید کریں اور مجھے شرمندہ کریں۔ اس رپورٹ کے اندر ایک جگہ پر بھی ٹیکسلا کا نام نہیں لیا گیا جو پورے پاکستان کے بے روزگار نوجوانوں کو cater کرتا ہے۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے حوالے سے میری درخواست ہو گی کہ South, North and Centre کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ ان تینوں حصوں کے علیحدہ علیحدہ امتحان ہونے چاہئیں، ان تینوں حصوں کی posts علیحدہ علیحدہ publish ہونی چاہئیں اور اُن کا آپس میں competition ہونا چاہئے یعنی اُن کا competition, Central Punjab کے ساتھ نہیں ہونا چاہئے کیونکہ ان کے پاس quality education کے مواقع ہیں وہ مواقع اُن کے پاس نہیں ہیں۔ یہاں Urban کی لیڈر شپ بیٹھی ہوئی ہے اور Rural کی لیڈر شپ نظر انداز ہو رہی ہے وہ deprivation کا شکار ہے تو ہم نے اُن کی اس deprivation کو ختم کر کے اُن کے سامنے اپنے آپ کو سرخرُو کرنا ہے۔

جناب سپیکر! TEVTA کے حوالے سے ایک دوسری بات یہ ہے کہ ان کے analysis and surveys are totally baseless. میں نے جس طرح quote کیا ہے اس میں کوئی performance نہیں ہے لہٰذا ہمیں لکیر کا فقیر نہیں ہونا چاہئے۔ ہم پنجاب کے نمائندے ہیں چاہے حزب اقتدار میں ہوں یا حزب اختلاف میں ہوں۔ ہم نے اپنے حلقہ کے لوگوں کو جواب دینا ہے اور اس صوبہ کی عوام کو جواب دینا ہے اس لئے ہمیں اس پر کام کرنا چاہئے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب وحید گل صاحب!

جناب محمد وحید گل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! پنجاب پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ کی بابت آج بات ہو رہی ہے تو ابھی ایوان کے اندر زیادہ بحث اس چیز پر ہو رہی ہے کہ rural and urban کے فرق کو ختم کیا جائے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جب تک ہم اُردو میڈیم اور انگریزی میڈیم

کے کلچر کو ختم نہیں کریں گے تب تک بات نہیں بنے گی۔ گورنمنٹ سکول کا پڑھا ہوا ایک بچہ وہ چاہے جتنی بھی ذہانت رکھتا ہو، وہ پنجاب پبلک سروس کمیشن میں یا NTS کے ٹیسٹ کے اندر جب appear ہوتا ہے تو اُس میں ہمیں زیادہ ratio ناکامی کی ملتی ہے اور جو بچہ کریسنٹ ماڈل، ایچی سن یا کسی اور پرائیویٹ تعلیمی ادارے کا برابر ہو تو اُس کی کامیابی کا تناسب زیادہ ملتا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ پاکستان پر حق تو سب کا برابر ہو لیکن بد قسمتی سے ہمارے کمزور ایجوکیشن سسٹم کی وجہ سے گورنمنٹ سکول کا ذہین بچہ ناکام ہو جائے تو اس فرق کو بھی دُور کرنے کی ضرورت ہے۔ چہ جائیکہ آج وزیر اعلیٰ پنجاب کو یہ credit جاتا ہے کہ جہاں پر Educators بھرتی کئے جا رہے ہیں اس کے ساتھ ساتھ اُن کی training کا بھی اہتمام ہو رہا ہے لیکن بد قسمتی سے پچھلے دنوں جو NTS test ہوئے اور جس میں سے بچوں اور بچیوں کو 50 فیصد نمبرز لے کر پاس ہونا تھا وہ مطلوبہ 50 فیصد نمبرز بھی نہ لے سکے اس کا مطلب یہ ہوا کہ گورنمنٹ نے Educators کی جو سیٹیں announce کی تھیں وہ بھی ان وجوہات کی بناء پر پوری طرح سے fill نہ ہو سکیں۔ اسی طرح سے جو ٹیکنیکل اتھارٹی بنائی گئی ہے اُس کا کام تو بڑا اعلیٰ اور خوبصورت ہے کہ یہ بچوں اور بچیوں کو ٹیکنیکل ایجوکیشن دلاتی ہے جو کہ ہمارے ملک کی سخت ضرورت ہے لیکن یہ ٹیکنیکل ایجوکیشن سنٹرز اتنے دور دراز علاقوں میں بنائے جاتے ہیں کہ جہاں پر عام بچوں اور بچیوں کی approach محال ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ ہمارے ممبران اسمبلی چاہے وہ حزب اقتدار یا حزب اختلاف سے ہوں ان کے لئے لازمی طور پر یہ اہتمام ہونا چاہئے کہ جس طرح پچھلے دنوں Food Authority کے ممبران منتخب ہوئے اُن کی training کا اہتمام ہوا تو اسی طرح سے اگر معزز ممبران کو بھی ایسے مذاکروں کے اندر یہ محکمے بلائیں تو وہاں پر سوال و جواب کے ذریعے ہم بہتر طور پر مشورہ دے کر ان کی اصلاح احوال کا کام کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! آخر میں میری یہ بھی تجویز ہو گی کہ ہر یونین کونسل میں یہ Vocational Centres بننے چاہئیں اور جتنی بھی حکومتی قرضہ سکیمیں بنتی ہیں تو یہاں سے جو بچے اور بچیاں پاس ہوں اُن کو یہ قرضہ جات دیئے جائیں تاکہ وہ اپنا روزگار شروع کر سکیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میری آپ کے توسط سے اس ایوان میں یہ گزارش ہے جو تحریک التوائے کار جناب سبطین خان صاحب نے پیش کی ہے۔ میں اس پر کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اگر آپ سوموار والے دن بات کر لیں تو اس کا جواب آ جائے گا۔ وہ اس وقت موجود بھی نہیں ہیں۔

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں صرف دو منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔ اگر وہ چلے گئے ہیں تو ایسی کوئی بات نہیں۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ ایک ایسی rulingدیں جو اس ایوان کی ہسٹری کا حصہ بن جائے اور جو بھی سپیکر آئے وہ پڑھے اور وہ یہ سمجھے کہ جنوبی پنجاب کے ایک سپیکر آئے تھے اور انہوں نے اپنی نئی نسل کے لئے ایسی rulingدی تھی جو یادگار رہے۔

جناب سپیکر! سابقہ دور میں 60 فیصد اپر پنجاب کا حصہ تھا اور 40 فیصد جنوبی پنجاب کے بچوں کو حصہ دیا گیا تھا لیکن بعد میں کوئی ایسا بیوروکریٹ آیا جس نے جنوبی پنجاب کا حق مار دیا اور وہ 40 فیصد بھی ختم ہو گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کیا پنجاب پبلک سروس کمیشن کی بات کر رہے ہیں؟

وزیر امداد باہمی (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں اسی کی بات کر رہا ہوں۔ جب ہمارے بچے لاہور میں انٹرویو کے لئے آتے ہیں۔ وہ تحریری امتحان پاس کر لیتے ہیں۔ وہ انٹرویو کے لئے جب لاہور آتے ہیں تو یہاں جو ٹیچرز اور وائس چانسلر ہوتے ہیں جو اس ٹیم کا حصہ ہوتے ہیں۔ ہمارے بچے بڑی shyness محسوس کرتے ہیں، شرمندگی محسوس کرتے ہیں اور دوسرے بچے آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ہمارا گورنمنٹ کالج یا لاہور کی یونیورسٹی کا شاگرد ہے تو اس کے حوصلے بلند ہو جاتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہمارا حصہ 40 فیصد بحال کیا جائے۔ میں پہلے بھی کئی بار اس بارے میں کابینہ کی میٹنگ میں وزیراعلیٰ سے گزارش کر چکا ہوں کہ یہ ہمارا حق ہے اور ہمارے بچوں کا حق ہے۔ ہمیں اس حق کو مانگنے میں کوئی پریشانی اور کوئی شرمندگی نہیں ہے۔ یہ ہمارا حق ہے اور حق لینے کے لئے ہمیں بات کرنی ہے۔ اگر آپ اور ہم جنوبی پنجاب کے بچوں کی بات نہیں کریں گے، نئی نسل کی بات نہیں کریں گے تو ہمارے بچے پیچھے سے پیچھے چلے جائیں گے۔ ہمارے بچے ذہانت، بردباری اور علم میں اپر پنجاب کے بچوں سے بلکہ

کسی بھی پاکستانی بچے سے کم نہیں ہیں۔ ہمارے بچے ماشاء اللہ تعلیم، بردباری، ادب اور تربیت میں کسی بچے سے کم نہیں ہیں۔ ہمیں صرف ہمارا حق ملنا چاہئے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ جب ان کی تحریک التوائے کار پر بحث ہو تو آپ ایک ایسی ruling دیں جو اس لائبریری اور اس ایوان کا حصہ بن جائے اور آئندہ جو بھی سپیکر آئے وہ تو اللہ بہتر جانتا ہے اس کو یہ پتا ہو کہ ہمارے جنوبی پنجاب والے بولنا بھی جانتے ہیں اور اپنا حق بھی لینا جانتے ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب میں آپ کے جذبات کی بالکل قدر کرتا ہوں۔ راجن پور بھی ہمارا گھر ہے اور لاہور بھی ہمارا گھر ہے یہ پنجاب کے حصے ہیں۔ ہمارا کسی کے ساتھ competition ہے، آپ کا، میرا ہے اور نہ ہی اس ایوان میں بیٹھے ہوئے کسی اور کا ہے۔ ہم سب بھائی ہیں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے جسے آپ بھی جانتے ہیں اور میرے یہاں بیٹھے ہوئے بھائی بھی جانتے ہیں۔ اب راجن پور، لیہ یا بھکر میں جو بچہ تعلیم حاصل کرتا ہے اور جو لاہور میں تعلیم حاصل کرتا ہے ان میں بہت زیادہ فرق ہے۔ وہاں کے گورنمنٹ سکول سے جو بچہ پڑھ کر آتا ہے تو میرا خیال ہے کہ وہ پنجاب پبلک سروس کمیشن میں یہاں کے بچوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس پر ایک قرارداد وہ لا رہے ہیں اس پر ایوان کی sense لی جائے گی۔ میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ان علاقوں میں ترقیاتی کام ہو رہے ہیں اور کافی سارا بجٹ کا حصہ ڈویلپمنٹ سکیموں کے لئے مختص کیا گیا ہے لیکن وہاں کا جو بنیادی معاملہ ہے جس طرح آپ نے، سبطین خان صاحب اور باقی دوستوں نے point out کیا ہے وہ یہی ہے کہ اگر واقعی وہاں کا احساس محرومی ختم کرنا ہے تو جس طرح پنجاب پبلک سروس کمیشن کا انہوں نے کہا ہے کہ پنجاب دو یا تین زون میں تقسیم ہونا چاہئے تو وہاں پر ساؤتھ، نارتھ اور سنٹرل پنجاب کا علیحدہ علیحدہ زون بننا چاہئے تاکہ بچوں میں احساس محرومی ہے یا جو پیچھے رہ جاتے ہیں وہ یہاں آ کر یہاں کے بچوں کا مقابلہ کر سکیں۔ اس پر قرارداد انشاء اللہ آ رہی ہے، اس ایوان کی sense لے کر رولز کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا اور اس معاملہ کو انشاء اللہ take up کریں گے۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! میں اسی حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عبدالعلیم شاہ صاحب! آپ بھی اسی حوالے سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ صرف پانچ منٹ رہ گئے ہیں۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! شکریہ۔ پانچ منٹ بہت ہیں۔ میں جو باتیں کرنا چاہتا تھا وہ بہت ساری باتیں آپ نے خود بتائی ہیں۔ یہاں ایوان میں جو بات ہوئی ہے میں اسی سے آغاز کروں گا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم پاکستانی ہیں اور الحمدللہ ہمیں اس بات پر فخر ہے۔ ہم پنجاب کے رہنے والے ہیں ہمیں اس بات پر بھی فخر ہے۔ ہمیں اس بات پر بھی خوشی ہے کہ ہم پاکستان مسلم لیگ (ن) کے کارکن ہیں اور اس قیادت کے ساتھ کام کر رہے ہیں جو قیادت made in Pakistan ہے اور پاکستان کی بہتری کے لئے کام کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں جناب سے گزارش کروں گا کہ یہاں اقبال چنڑ صاحب نے جو بات تبدیلی اور بہتری کی کی ہے۔ آج جس اسمبلی میں، میں دوسری دفعہ آیا ہوں، جناب بھی دوسری دفعہ اور چنڑ صاحب تیسری دفعہ آئے ہیں۔ اسی طرح اور دوست ہیں کیا 2002 سے پہلے ان اسمبلیوں میں ہم اور آپ تھے؟ نہیں تھے۔ اس سے پہلے یہاں کوئی [*****] اور بڑے بڑے نام تھے۔ یہ تبدیلی لوگوں کی تعلیم کی وجہ سے آئی اور انہوں نے سیاسی قیادت کو بہت جگہوں پر تبدیل کیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب نے جو نام لئے ہیں وہ حذف کئے جاتے ہیں۔ جی، شاہ صاحب!

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! انہوں نے قیادت کو تبدیل کیا اور ایک ایجوکیشن سسٹم نے replace کیا۔ آج ہم جو بات کر رہے ہیں تو ہمیں اسمبلیوں میں بھیجا اسی لئے گیا تھا کہ جو پچھلے پچاس سال کی محرومیاں تھیں وہ دور ہوں۔ اس جنوبی پنجاب سے صدر، وزیراعظم اور گورنرز بھی رہے ہیں۔ آج ہمارے ذمہ جو کام لگایا گیا تھا تو وہاں کے لوگوں نے بڑے بڑے خاندانوں کے سردار جن کے لوگ گورنر رہے ہیں ان کو reject کر کے ہمیں منتخب کیا۔ یہ ان کا سوال ہے جو آج ایوان میں ہم سب مل کر پیش کر رہے ہیں۔ وہ یہ پوچھتے ہیں کہ ہمیں یہ بتایا جائے کہ ہمیں کب اس چیز کے برابر لایا جائے گا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ نہیں ہے کہ وہ ڈیرہ غازی خان، راجن پور اور لیہ کے رہنے والے ہیں۔ یہ ایک چھوٹے اور بڑے شہر کی تقسیم کا فرق ہے جو پوری دنیا میں ہے صرف یہاں ہی نہیں ہے اور اس فرق کو gradually کم کیا جاتا ہے۔ لاہور میں LUMS ہے، لاہور میں LGS ہے، لاہور میں Choueifat ہے اور لاہور کے اندر بیکن ہاؤس ہیں۔ یہ ڈیرہ غازی خان، راجن پور، بھکر اور لیہ میں نہیں ہیں، وہاں quality of education اور confidence نہیں ہے۔ آپ ایف ایس سی کے نمبروں کی ratio نکال کر دیکھ لیں کہ ایف ایس سی میں جنوبی پنجاب کے بچے کتنے زیادہ نمبر حاصل کرتے ہیں۔ وہ NTS کے ٹیسٹ میں کیوں رہ جاتے

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ہیں۔ وہ اس لئے رہ جاتے ہیں کہ ان کو MCAT کرنے کے لئے لاہور آنا پڑتا ہے۔ ان کو تیاری کرنے کے لئے لاہور آنا پڑتا ہے جبکہ نمبروں کے حوالے سے جنوبی پنجاب کے بچے اور بچیاں میڈیکل اور دوسرے امتحانات میں اپر پنجاب اور سنٹرل پنجاب کے بچوں سے زیادہ نمبر لیتے ہیں لیکن وہ NTS اور MCAT میں اس لئے رہ جاتے ہیں کہ ان کو وہاں اکیڈمیوں کی وہ سہولیات نہیں ہوتیں جو انہیں یہاں مہیا کی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس لئے گزارش کروں گا کہ قرارداد سے کچھ نہیں ہونا یہاں بڑی قراردادیں پیش کی گئی ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ اس میں بے شک کوئی کوٹا نہ رکھیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ آبادی کے لحاظ سے جو آبادی جنوبی پنجاب کی بنتی ہے اس کے لحاظ سے جنوبی پنجاب کا پبلک سروس کمیشن الگ بنا دیا جائے۔ اسی آبادی کے لحاظ سے جتنی seats نکالی جاتی ہیں وہ آبادی کے تناسب سے نکالی جائیں اور اسی تناسب سے ہی ان seats کو ان علاقوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ یہ سب سے بہتر رہے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کا وقت دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! یہاں TEVTA کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔ اگر ہمارے دوستوں نے اپنے ساتھ کے ملک بھارت کا visit کیا ہو، میں نے دو سال پہلے visit کیا تھا تو میں حیران تھا کہ ان کے ہر پندرہ بیس کلومیٹر کے بعد دیہات میں پولی ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ تھے۔ اس وقت جس تیزی سے وہ Middle east کے اندر اور امریکہ کے اندر۔۔۔

(اذان جمعہ)

جناب سپیکر! TEVTA کی بات ہو رہی تھی تو پوری middle-east اور ان کی ایک estate اس وقت آئی ٹی میں دنیا پر قبضہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے، شروع بھی کی ہوئی ہے اور کافی حد تک اس میں moving کر چکی ہے۔ بدقسمتی سے TEVTA کے ہیڈ آفس میں جائیں تو وہاں پر بہت کمال کی reception ہے، گارڈ کھڑے ہوئے ہیں، بہت خوبصورت لش پش آفس بنایا ہوا ہے اور دو تین ریٹائرڈ کرنل، میجرز اس کو آج کل آپریٹ کر رہے ہیں۔ کمال کی بات ہے لگتا ایسا ہے کہ آپ TEVTA کے کسی بہت اچھے انسٹیٹیوٹ میں آ گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس کے پولی ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ یا ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ میں چلے جائیں تو وہاں پر آپ کو 25 سال پرانی آرک ویلڈنگ ٹیکنالوجی پڑی ملے گی جو کہ چلتی بھی نہیں ہو گی۔ اس میں لیتھ مشین وہ پڑی ہوئی ہے جو کہ 30 سال پہلے استعمال

ہوتی تھی۔ آج کل تو الیکٹرانک سسٹم آگیا ہے ان کے پاس ابھی بھی وہی لکڑی کا رندا پڑا ہوا ہے اور انہوں نے وہی negative اور positive چار تاریں رکھی ہوئی ہیں، پرانے سٹائل کے transistor radio رکھے ہوئے ہیں یعنی کمال کا آفس، کمال کی تنخواہیں، پرکشش تنخواہیں، بڑی گاڑیاں اور نیچے تعلیم زیرو ہے۔ ہم نے انہی Technical Institutions کی بدولت آج سے 15 سال پہلے middle east پر قبضہ کیا تھا۔ سویڈش کالج گجرات کے نام سے ایک کالج بنایا گیا جس pattern پر یہ کالج آگے چلتے رہے اور رحیم یار خان اور دوسرے علاقوں میں وہ کالج بنائے گئے، وہ سویڈش کالج ایسا تھا جیسے کہ آج LUMS ہے۔ آج اس ٹیکنیکل ادارے کی اعلیٰ کارکردگی کی بناء پر آپ کے انسٹیٹیوٹ close پڑے ہیں اور وہ دنیا کی وہ ٹیکنالوجی پڑھا رہے ہیں جو کہ 30 سال پہلے ناکارہ ہو چکی ہے۔ ان کا کمال یہ ہے کہ جیسا کہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے کمالات دکھائے کہ rationalization کے نام پر گورنمنٹ کے سکول ختم اور اس علاقے میں پرائیویٹ سکول موجود رہے اور اسی طریقے سے پنجاب ٹیکنیکل بورڈ نے پرائیویٹ سیکٹر کو oblige کرنے کے لئے گلی گلی میں ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ اور ادارے بنادیئے جو کہ وہاں پر technicians پیدا نہیں کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! بہت شکریہ

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! باتیں اور بھی تھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! آپ نے باتیں کرنی ہیں لیکن ٹائم مختصر ہے۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! ایک آخری بات سن لیں۔

وہ قتل بھی کریں تو چرچا نہیں ہوتا
ہم آہ بھی کریں تو ہو جاتے ہیں بدنام

ڈیرہ غازی خان اور مظفر گڑھ کے roads کسی مسیحا کی نظریں تلاش کر رہی ہیں۔

رپورٹیں
(میعاد میں توسیع)

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! وہ منسٹر صاحب نے نہیں بنانی ہیں۔ جی، چودھری محمد اکرام مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحریک التوائے کار نمبر 1199/14 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری محمد اکرام: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Adjournment Motion No. 1199/14 moved by Mr Amjad Ali Javed, MPA, PP-86

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Adjournment Motion No. 1199/14 moved by Mr Amjad Ali Javed, MPA, PP-86

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The Adjournment Motion No. 1199/14 moved by Mr Amjad Ali Javed, MPA, PP-86

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ملک وارث کلو صاحب! مجلس خصوصی نمبر 4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر 269 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The issue of LDA Employees Housing Scheme, Thokar Niaz Baig raised in the reply of starred question No.269 asked by Mrs Ayesha Javed, MPA, W-317

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The issue of LDA Employees Housing Scheme, Thokar Niaz Baig raised in the reply of starred question No.269 asked by Mrs Ayesha Javed, MPA, W-317

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The issue of LDA Employees Housing Scheme, Thokar Niaz Baig raised in the reply of starred question No.269 asked by Mrs Ayesha Javed, MPA, W-317

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ نے کوئی بات کرنی ہے؟ آپ نے ٹائم کا خیال رکھنا ہے۔

بحث

(۔۔۔جاری)

پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال13-2012اور ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی کی سالانہ رپورٹ برائے سال12۔2011پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):جناب سپیکر!شکریہ۔میں صرف پانچ منٹ لوں گا۔اگرچہ TEVTA 2011اور2012 کی جو رپورٹ ایوان میں پیش کی گئی تھی اس پر زیادہ بحث نہیں ہوئی لیکن اس کے باوجود میں ایوان کے سامنے کچھ باتیں لانا چاہتا ہوں کہ TEVTAادارہ کیا تھا اور کس طریقے سے یہ چل رہا تھا اور اب ہم کس طریقے سے اس کو establishکر رہے ہیں اور کس انداز سے چلا رہے ہیں؟ دراصل TEVTAجو ادارہ ہے وہ1999 میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی اِسی وژن اور سوچ کا عکس تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ پنجاب جو industrial areaبن رہا ہے اور یہاں پر industriesلگ رہی ہیں اور ہمارا ملک معاشی طور پر ترقی کرنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن یہاں پر ایسے ادارے موجود نہیں ہیں جن کی بناء پر ہم اپنے تعلیم یافتہ بچوں کے لئے کوئی ایسے پروگرام دے سکیں جو انڈسٹریز میں یا ان اداروں میں جا کر کھپ سکیں تو لہٰذا اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے 1999 میں یہ ادارہ TEVTAقائم کیا تھا۔اس وقت ہمارے پاس 147کے قریب ادارے تھے جو انہوں نے establishکئے تھے اس میں کامرس کالج، ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ اور سروسز سنٹر بھی موجود تھے تو آہستہ آہستہ اس کو بعض حالات کی وجہ سے جیسا کہ مارشل لاء لگا اور اس کے بعد TEVTAکو بہت زیادہ نظرانداز کر دیا گیا تھا جیسا کہ میرے بھائی نے کہا کہ ادارے تو موجود ہیں، سیاسی طور پر بھی بنتے رہے لیکن وہاں تعلیم کا جو سسٹم تھا وہ اسے developنہیں کر سکے۔وہاں جو مشینری اس وقت لگائی ہوئی تھی وہ اس کی جگہ جدید قسم کی مشینری کو changeنہیں کر سکے،انسٹرکٹر بھرتی نہیں کر سکے اور سٹاف کی کمی تھی تو لہٰذا میں آپ کو یہ بتاتا چلوں کہ وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اس وقت TEVTAمیں skilled personsتیار کرنے کے لئے ایک ایمرجنسی لگا دی ہے اور اس سلسلے میں ہم نے آتے ہی فوراً جو سٹاف کی کمی تھی اس کو پورا کرنے کے لئے highly

qualified instructor بھرتی کرنے شروع کر دیئے ہیں اور آج وہ تقریباً 1200 یا 1300 کے قریب ہیں۔ اس طرح تمام اداروں میں ہم نے کمیٹیاں like پبلک سروس کمیشن بنائی ہیں جس میں ہم ان سے مدد لے رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہم نے اس کے لئے بے پناہ بجٹ رکھا ہے تاکہ جہاں پر ہماری پرانی مشینری ہے اس کو ہم remove کریں اور وہاں نئے نئے انسٹرکٹر لے کر آئیں۔ اس طریقے سے ہم نے انٹرنیشنل کمپنیاں جیسا کہ جرمنی کی جائیکا کمپنی ہے ان سے ہم نے commitment کی ہے۔ اسی طریقے سے Skilled and Messes City Company کے ساتھ ہم نے اپنے sign agreement کر لئے ہیں اور اب میں مختصر انداز میں ٹائم کی بناء پر کیونکہ ٹائم کم ہے میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت تمام ادارے انشاء اللہ تعالیٰ بھرپور طریقے سے کام کر رہے ہیں۔ ہماری اس پر پوری checking ہے وہاں پر ہم مشینری بھی change کر رہے ہیں اور جہاں جہاں پر ہمیں انسٹرکٹر اور skilled persons کی ضرورت ہے اسے پورا کر رہے ہیں۔ ہم نے انٹرنیشنل کمپنیوں اور بے پناہ کمپنیوں سے اپنے sign MOUs کر لئے ہیں اور وہ یہاں پاکستان میں پہنچ چکی ہیں اور انہوں نے اپنے ٹریننگ سنٹر بنا لئے ہیں۔ ایک جو سب سے بڑی بات ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے کہا ہے کہ ہم نے اگلے تین سال کے اندر اندر 20 لاکھ آدمی trained کرنے ہیں ان کو skill training دینی ہے اس کے لئے ہم نے تقریباً 50 نئے کورسز شروع کروائے ہیں ان میں language کے کورسز بھی شامل ہیں مثلاً ہم نے چائنیز اور عربی زبان کو بھی سامنے رکھا ہے۔ ہم نے قطر، UAE اور چائنا کا بھی سروے کیا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے ہاں اقتصادی راہداری کے لئے جو انوسٹمنٹ ہو رہی ہے اس حصے کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے کیونکہ یہاں پر جو انڈسٹری لگنی ہے اور روڈ سٹرکچر ہے جس میں construction بھی ہے، پلمبر بھی ہے اور دیگر شعبے بھی ہیں۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پانچ منٹ کا وقت مزید بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ان ساری چیزوں کے حوالے سے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس پر پورا کام کر رہے ہیں اور آنے والے وقت میں آپ دیکھیں گے کہ ٹیوٹا کا ادارہ صرف ٹیوٹا نہیں بلکہ اس ملک کی ترقی کے لئے ایک بہت بڑا ادارہ بنے گا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 7۔ ستمبر 2015 دوپہر 2:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔